عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۹ | ۲۰ تا ۲۷ شعبان ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۷ تا ۲۳ نومبر ۲۰۰۰ء | شمارہ نمبر ۲۶

سالانہ ختمِ نبوّت کانفرنس ٹنڈو آدم

خصوصی رپورٹ

ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا پروانہ غازی عبدالقیوم شہیدؒ

قادیانیوں میں ایمان نام کی کوئی چیز نہیں

یورپ میں قبولِ اسلام کا بڑھتا ہوا رجحان

قیمت: ۵ روپے

Email:webmaster@khatme-nubuwwat.org

حجام کے لئے شیو بنانا اور غیر شرعی بال بنانا :

س :...... میں پانچوں وقت نماز پڑھتا ہوں ایک دن ظہر کی نماز پڑھ کر وضو کر کے سو گیا خواب میں، میں دیکھ رہا ہوں کہ کوئی مجھے کہہ رہا ہے کہ ظالم تم قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دو گے کہ تم پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کاٹتے ہو۔ (یعنی شیو بناتا) میں حجام کا کام کرتا ہوں، آپ مہربانی فرما کر جواب دیں کہ میں کیا کروں، کیا اس کام کو چھوڑ دوں ؟

ج :...... آپ کا خواب بہت مبارک ہے، داڑھی مونڈنا حرام ہے اور حرام پیشہ کو اختیار کرنا کسی مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔ آپ بال اتارنے کا کام ضرور کرتے رہیں، مگر داڑھی مونڈنے اور غیر شرعی بال بنانے سے انکار کر دیا کریں۔

کیا داڑھی کا مذاق اڑانے والا مرتد ہو جاتا ہے، جبکہ داڑھی سنت ہے :

س :...... مورخہ ۱۹/ دسمبر ۱۹۸۶ء کے روزنامہ جنگ (بروز جمعہ) میں آپ نے اپنے کالم آپ کے مسائل میں محترم سید امتیاز علی شاہ صاحب کے ایک سوال کا جواب دیا ہے جو انہوں نے داڑھی کا مذاق اڑانے والے کے بارے میں کیا تھا، آپ کے جواب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی کا مذاق اڑانے والا مرتد ہو جاتا ہے اور اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، جبکہ داڑھی رکھنا سنت ہے اور سنت کا مذاق اڑانے یا انکار کرنے والا اسلام سے خارج یا مرتد نہیں ہوتا، مگر گناہگار ہو جاتا ہے، جبکہ فرض کا انکار کرنے والا مرتد اور خارج از اسلام ہو جاتا ہے، اس سے میرا منشا یہ ہرگز نہیں کہ داڑھی کا انکار یا مذاق کیا جائے (نعوذباللہ) یہ سخت گناہ کا کام ہے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ شریعت کی روشنی میں صحیح فتویٰ جاری کیا جائے۔

ج :...... داڑھی رکھنا صرف سنت نہیں بلکہ واجب ہے اور اس کا منڈانا یا تراشنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی کسی بات پر عمل نہ کرنا تو گناہ ہے، لیکن دین کی کسی بات کا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت کا مذاق اڑانا صرف گناہ نہیں بلکہ کفر و ارتداد ہے، اور اس سے آدمی واقعتاً دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت کا مذاق اڑانا یا اس کو برا سمجھنا اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنا دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص اور آپ کا مذاق اڑانا ہے، کیا کوئی نعوذباللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص کرنے اور آپ کا مذاق اڑانے کے بعد بھی مسلمان رہ جاتا ہے ؟ کیا جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی مبارک سنت کا مذاق اڑانے کی جرأت کر سکتا ہے ؟ اور کوئی بدبخت اس کی جرأت کر ہی بیٹھے تو اس کا ایمان باقی رہ سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں کبھی نہیں۔ ایمان تو ماننے اور تسلیم کرنے کا نام ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی چھوٹی سے چھوٹی سنت کا بھی مذاق اڑائے یا اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھے کیا اس نے ایمان و تسلیم کا مظاہرہ کیا یا شیطان کی طرح کبر و نخوت اور کفر و عناد کا ؟ یہ نکتہ قرآن کریم، احادیث شریف اور اکابر امت کے ارشادات سے بالکل واضح ہے کہ کسی سنت کا مذاق اڑانے والا مسلمان نہیں، کافر و مرتد ہے اور فرض کا مذاق اڑانے سے کافر و مرتد ہو جاتا ہے، یہ اصول صحیح نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ دین کی کسی بات کا مذاق اڑانا کفر و ارتداد ہے۔

س :...... جمعہ کی اشاعت میں ایک مضمون نظر سے گزرا، مضمون نگار اپنے اس مضمون میں نہ صرف بہت زیادہ انتہاپسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظر آتا ہے بلکہ وہ ایک ایسی الزام تراشی کے مرتکب ہوئے ہیں جس کا تصور بھی کوئی مسلمان نہیں کر سکتا، صاحب مضمون نے اپنے مضمون میں یہ لکھا ہے کہ :

"اللہ تعالیٰ نے انسان کو مرد اور عورت کے جوڑے سے پیدا کیا ہے، دونوں کی نفسیات، جذبات اور چہروں میں نمایاں فرق رکھا ہے، مرد کے چہرے پر عورت کے چہرے کے برعکس مردانہ وجاہت کے لئے داڑھی تخلیق فرمائی ہے بلکہ سچائی ہے، مگر افسوس کہ آج ایمان کے دعویداروں نے اللہ تعالیٰ کی اس بہترین تخلیق کا انکار کیا بلکہ دشمنی کی۔ فطرت انسانی کو رد کر دیا، اسے اپنے چہروں سے کاٹ کر پھینک دیا، اس بات کی پہچان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بیکار پیدا نہیں کی ہے مگر بس ایک چیز بیکار پیدا کی ہے اور وہ مرد کے چہرے پر داڑھی (معاذاللہ)۔" میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کا کوئی بھی مسلمان اس بات پر ایمان نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے داڑھی بیکار پیدا کی ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب کی الزام تراشی ہے جو وہ تمام مسلمانوں پر کر رہے ہیں، اس سے آگے چل کر موصوف نے صحیح مسلم اور مشکوٰۃ کی احادیث بیان کرنے کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بھی بیان کی ہے کہ : "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان مردوں پر لعنت ہو جو عورتوں کی مشابہت کریں اور ان عورتوں پر لعنت ہو جو مردوں کی مشابہت کریں۔" اس کے بعد انہوں نے لکھا ہے کہ : داڑھی نہ رکھنے والوں کو عیسائیوں کے چہروں سے محبت، ہندوؤں کے چہروں سے محبت، مرد ہو کر زنانے چہروں سے محبت اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے نفرت (معاذاللہ) تمام انبیاءؑ کے چہروں سے نفرت، صحابہ رضی اللہ عنہم کے چہروں سے نفرت (معاذاللہ) یہ ہے ایمان، یہ ہے اطاعت و فرمانبرداری رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔"

مندرجہ بالا تحریر میں تو مضمون نگار نے ایک ایسی بات کی ہے ایک ایسا الزام لگایا ہے جس

باقی صے ۲ پر

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مفتی محمد جمیل خان
مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ
سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

۲۰ تا ۲۶ شعبان ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۷ تا ۲۳ نومبر ۲۰۰۰ء

جلد: ۱۹ شمارہ: ۲۶

☆ بیادگار ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت:

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مفتی نظام الدین شامزی، مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلال پوری، علامہ احمد میاں حمادی
مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆..........☆..........☆

سرکولیشن مینجر: محمد انور، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

زرِ تعاون بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۴۰ ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۸ روپے سالانہ: ۳۵۰ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
نیشنل کمرشل اکاؤنٹ نمبر ۱۷۷
کراچی (پاکستان) ارسال کریں

اس شمارے میں

(اداریہ) ۴
جہاد کے خلاف لندن پلان .... (جناب حامد میر صاحب) ۶
قادیانیوں میں ایمان نام کی کوئی چیز نہیں .... (حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ) ۷
گوہر شاہی کو انسداد دہشت گردی عدالت سے سزا .... (فیصلے کا مکمل متن ...... قسط ۲) ۱۱
ناموس رسالت ﷺ کا پروانہ غازی عبدالقیوم شہیدؒ .... (ابوالحسن منظور احمد شاہ آسی) ۱۶
یورپ میں قبول اسلام کا بڑھتا ہوا رجحان .... (فیصل اقدس غزالی) ۲۱
افغانستان میں ختم نبوت کانفرنس خوست: مفصل رپورٹ .... (ابوحذیفہ محمد طاہر مکی) ۲۳
اخبار ختم نبوت ۲۶

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلم کالونی ربوہ کے خلاف قادیانیوں کی سازشیں............ حکومت نوٹس لے

علما کونسل کی جانب سے صدر، چیف ایگزیکٹو اور انتظامیہ کو خطوط

مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور دیگر علما کرام کی کوششوں سے ۱۹۷۴ء میں جہاں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا وہیں ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے ساتھ ساتھ وہاں ایک مسلم کالونی کے قیام کے لئے ایک قطعہ اراضی مختص کیا گیا جس کی زمین مسلمانوں کو فروخت کی جاتی تھی۔ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے ایک حکم نامہ کے ذریعہ پورے پنجاب میں سرکاری اراضی کی نیلامی کا فیصلہ کیا جس میں اس زمین کو بھی شامل کر دیا گیا۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ اس زمین کی نیلامی میں حکومت گڑبڑ کر رہی ہے تاکہ اس اسکیم کو ناکام بنایا جا سکے۔ اس سلسلے میں پاکستان کی تمام دینی جماعتوں پر مشتمل علما کونسل نے ایک اہم اور تفصیلی خط صدر پاکستان، چیف ایگزیکٹو، وفاقی وزیر مذہبی امور، گورنر پنجاب، کور کمانڈر لاہور، وزیر ہاؤسنگ پنجاب، ڈی سی ضلع جھنگ کی خدمت میں روانہ کیا ہے جو درج ذیل ہے:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدمت جناب...................................صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ مزاج گرامی!

گزارش ہے کہ:

۱:...... قیام پاکستان کے ساتھ ہی قادیانیوں کو چنیوٹ سے متصل ایک ہزار چونتیس ایکڑ اراضی انگریز گورنر جنرل فرانسس موڈی نے ایک آنہ فی مرلہ کے حساب سے الاٹ کی' جہاں بالکل اسرائیل کی طرز پر قادیانیوں نے اپنا شہر آباد کیا جس کا نام انہوں نے "ربوہ" رکھا۔

۲:...... اس شہر میں مسلمانوں کو ۱۹۷۴ء تک داخلہ کی اجازت تک نہ تھی، اور یہ خالصتاً قادیانی آبادی کا شہر تھا۔ اب بھی اندرون شہر کی تمام زمین قادیانی جماعت کی ملکیت ہے۔ شہر میں کسی ایک بھی مسلمان کا ملکیتی مکان نہیں ہے۔

۳:...... ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے نتیجہ میں ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا گیا اور ۱۹۷۶ء میں ربوہ کے متصل "لوانکم ہاؤسنگ اسکیم" کے تحت ایک کالونی کے قیام کا فیصلہ کیا گیا اور اس کے متعلق طے ہوا کہ کم قیمت پر یہ پلاٹ مسلمانوں کو ہی الاٹ کئے جائیں گے۔ چنانچہ یہ کالونی وجود میں آ گئی اور اب اس کالونی کا نام مسلم کالونی چناب نگر ہے۔

نمبر ۴:...... گزشتہ شہباز دور حکومت میں حکومت پنجاب نے پورے صوبہ پنجاب کی لوانکم ہاؤسنگ اسکیم کی کالونیوں کے باقی ماندہ پلاٹوں کو نیلام عام کے ذریعہ فروخت کرنے کا اعلان کیا۔

۵:...... ۱۹۷۶ء سے لے کر ۱۹۹۹ء تک کے عرصہ میں مسلم کالونی میں کوئی نیلامی نہ ہوئی۔

۶:...... اکتوبر ۲۰۰۰ء میں پہلی بار پچیس پلاٹوں کی نیلامی ہوئی جس میں لوگوں نے حصہ لیا اور مناسب ریٹ لگے۔ جس شخص کے مکان کے قریب جو پلاٹ تھا اسے اس نے حاصل کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ بولی دی۔ کھلے عام نیلام ہوا۔ حکومت کی طرف سے سرکاری ابتدائی ریٹ تین ہزار فی مرلہ تھا لیکن بولی ۱۰ ہزار فی مرلہ سے اوپر گئی۔ اس کے باوجود الاٹمنٹ کمیٹی نے سوائے چند پلاٹوں کے

ختم نبوۃ

باقی تمام نیلامی کے پلاٹ کینسل کر دیئے۔

۷ :...... اکتوبر ہی میں دوسری بار نیلامی ہوئی۔اس میں بھی پچیس پلاٹوں کی نیلامی ہونی تھی۔ کل افراد جو نیلامی میں شریک ہوئے وہ بس، پچیس کے لگ بھگ تھے۔ پہلے والی گہما گہمی نہ تھی۔ نیلامی دس ہزار فی مرلہ سے اوپر تک گئی لیکن سوائے چند پلاٹوں کے باقی کی نیلامی یا موقع پر کینسل کر دی گئی یا جناب ڈی سی صاحب جھنگ کی میٹنگ میں ان کو کینسل کر دیا گیا۔

۸ :...... مسلم کالونی چناب نگر (ربوہ) کے قائم کرنے کی اہمیت اور اس کے پس منظر سے ناواقف افسران خالصتاً اپنی ذہنیت سے سوچ رہے ہیں۔وہ اس کالونی کو آباد کرانے کی فکر نہیں کر رہے۔اس کی سڑکیں برباد ہو چکی ہیں۔ گٹر کا نظام آج تک چالو نہیں کیا گیا۔اس کے ٹربائن فروخت کر کے ہڑپ کر لیے گئے۔ ڈسپوزل سے بجلی کا کنکشن منقطع ہے۔ عارضی گٹر کا نظام جو چالو کیا گیا تھا وہ مفلوج ہو چکا ہے: قادیانیوں کی خواہش ہے کہ یہ کالونی آباد نہ ہو،اسی طرح عملاً ان افسران کا بھی یہی حال ہے جو خالصتاً اس پالیسی پر گامزن ہیں۔

۹ :...... اس کالونی کا محل وقوع یہ ہے کہ ایک جانب دریا ہے 'دوسری جانب گہرائی' ایک طرف پہاڑ 'دوسری طرف قادیانی۔ ریلوے کا پل اس کالونی کے سر پر ہے۔ یہاں نہ فیکٹری ہے 'نہ انڈسٹری' نہ مارکیٹ 'نہ منڈی اور نہ کاروبار کے کوئی مواقع' نہ اسکول' نہ ڈاک خانہ اور نہ کوئی ڈسپنسری۔ پچیس سال سے بیورو کریسی کے چکروں کی وجہ سے ربوہ شہر (چناب نگر) سے قادیانیوں کی چوہدراہٹ ختم کرنے کے لیے جن مقاصد کے تحت اس کالونی کو منظور کرایا گیا تھا وہ سب کچھ برباد ہوتا نظر آرہا ہے۔

۱۰ :...... اب کالونی میں مہنگے داموں کوئی مسلمان باہر سے آکر کیوں پلاٹ خریدے گا؟ لے دے کر قرب وجوار کے مسلمان زیادہ سے زیادہ بولی دے کر خریدنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تین ہزار سرکاری ریٹ ہے،دس ہزار تک تو نیلامی گئی،اب حکومتی افسران اسے اٹھارہ بیس ہزار تک لے جانے کے چکر میں ہیں۔اگر ایک کالونی کے رہائشی نے اپنے مکان کے ساتھ ملحقہ پلاٹ مہنگے داموں خرید لیا تو اس کا یہ معنی نہیں کہ اس کے باقی پلاٹ بھی اسی قیمت پر فروخت ہوں گے۔یہ انتہائی غیر مناسب اقدام ہے۔ نیلام عام میں جن پارٹیوں نے زیادہ سے زیادہ بولی دی ہے ان کو پلاٹ دیئے جائیں۔ان گزشتہ دو نیلامیوں میں پچاس پلاٹ فروخت ہو جانے چاہئے تھے۔ مگر پچیس بھی نہیں ہوئے ہوں گے۔اس طرح اس کالونی کو آبادی کرنے کی اسکیم کو عملاً ناکام بنا کر قادیانیوں کو خوش کیا جارہا ہے۔ان حالات میں آپ سے استدعا ہے کہ :

الف :...... تمام نیلام عام کے پلاٹ بحال کر کے نیلامی میں جس پلاٹ کی جس نے زیادہ سے زیادہ بولی دی اسے وہ پلاٹ دیدیا جائے۔

ب :...... آئندہ سال کی نیلامی میں سرکاری ریٹ تین ہزار سے زائد نہ مقرر کیا جائے۔

ج :...... اس اسکیم کو سڑکیں 'سیوریج' ڈاک خانہ' ڈسپنسری اور اسکول سمیت تمام ضروری سہولیات مہیا کی جائیں۔ شکریہ

والسلام

مفتی محمد جمیل خان

رابطہ سیکریٹری علماء کونسل"

ہم اس خط کے ایک ایک لفظ کی نہ صرف تائید کرتے ہیں بلکہ پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ اس اسکیم کو یا تو حسب سابق برقرار رکھا جائے یا نیلام پر زیادہ بولی دینے والوں کو فوری طور پر پلاٹ الاٹ کیے جائیں۔ ہم کسی صورت میں بھی اس اسکیم کو ناکام ہونے نہیں دیں گے۔ اگر حکومت نے گڑبڑ کی تو مسلمان خود اس معاملہ میں ایکشن لیں گے جس کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

ختم نبوۃ

جناب حامد میر صاحب

جہاد کے خلاف لندن پلان

لندن میں بیٹھے ہوئے ایک صاحب کے اشارے پر وطن عزیز میں علامہ اقبالؒ کے خلاف ایک نیا پروپیگنڈا شروع کر دیا گیا۔ ان صاحب کا نام مرزا طاہر احمد ہے جو جماعت احمدیہ کے سربراہ ہیں۔ ان دنوں اسلام آباد میں موجود جماعت احمدیہ کے نیٹ ورک کی طرف سے ایک پمفلٹ ڈاک کے ذریعے تقسیم کیا جارہا ہے۔ "احمدیت علامہ اقبال کی نظر میں" کے عنوان سے یہ پمفلٹ مولانا عبدالمالک خان نامی قادیانی کا لکھا ہوا ہے۔ اس پمفلٹ میں کہا گیا ہے کہ علامہ اقبالؒ کے والد مرحوم قادیانی تھے' ان کے بڑے بھائی شیخ عطا محمد اور ان کے بھتیجے قادیانی تھے اور اقبالؒ مرزا غلام احمد قادیانی کو ایک برگزیدہ شخصیت اور ان کی جماعت کو ٹھیٹھ مسلمانوں کی جماعت سمجھتے تھے۔ اس پمفلٹ میں اقبالؒ کے بعض خطوط اور تحریروں کا سیاق و سباق سے ہٹ کر حوالہ دیا گیا اور عام مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسلام آباد میں جماعت احمدیہ کے نیٹ ورک نے مجھے بھی ایک کتابچہ بھیجا ہے' جس میں بڑے دھڑلے سے شاہ ولی اللہؒ سمیت کئی بزرگوں کے حوالے سے یہ دعویٰ کیا گیا کہ جو مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود یا امام مہدی تسلیم نہیں کرتا وہ کافر ہے۔ 1974ء میں قومی اسمبلی کے ذریعہ کافر قرار پانے کے بعد قادیانی پہلی مرتبہ بلاخوف خطر اپنے عقائد مسلمانوں پر مسلط کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

مولانا عبدالمالک خان نے اپنے پمفلٹ میں شاعر مشرق کے جس قادیانی بھتیجے کا ذکر کیا اس کا نام شیخ اعجاز احمد تھا۔ یہ صاحب واقعی قادیانی تھے لیکن انہوں نے اپنی کتاب "مظلوم اقبال" میں اپنے چچا کی زبردست کردار کشی کی اور لکھا کہ چچا نے قادیانیوں کی مخالفت محض اس لیے کی کہ 1932ء میں وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں چچا کی بجائے چوہدری ظفر اللہ خان کو رکن نامزد کر دیا گیا جو قادیانی تھے۔ شاعر مشرق کے فرزند ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنی کتاب "زندہ رود" میں بڑی تفصیل کے ساتھ قادیانیت کے متعلق اپنے والد کی نفرت کو بیان کیا اور لکھا کہ جب علامہ اقبالؒ نے اپنے کانوں سے ایک قادیانی کو پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں نہایت نازیبا زبان استعمال کرتے ہوئے سنا تو انہوں نے اس مکتبہ فکر کے کافر ہونے کا اعلان کر دیا۔ علامہ اقبالؒ نے کشمیر میں قادیانیوں کی مداخلت کو بھی روکا اور 1931ء میں مرزا بشیر الدین محمود کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دینے پر مجبور کیا۔ کشمیر میں قادیانیوں کی دلچسپی انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ قادیانیوں کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اب دنیا میں واپس نہیں آئیں گے اور ان کی قبر کشمیر میں ہے۔ اس مقصد کے لیے لندن سے انگریزی میں ایک کتاب شائع کروائی گئی جس کا نام ہے۔ "عیسیٰؑ کی موت کشمیر میں ہوئی" کتاب کے گورے مصنف اے فیبر قیصر نے یہ کتاب قادیانی عقائد کو درست ثابت کرنے کے لیے لکھی اور حضرت عیسیٰؑ کے مزار کی تصویر بھی شائع کر دی۔ اس کتاب میں دعویٰ کیا گیا کہ افغانستان اور پاکستان کے کئی پختون قبائل سمیت اکثر کشمیری برادریوں کا تعلق بنی اسرائیل کے بعض گمشدہ قافلوں سے ہے۔ ان قبائل میں اماز ئی' ایوب خیل' ایوب زئی' بارک زئی' داؤد خیل' داؤد زئی' ہوتی وال' عیسیٰ خیل' عیسیٰ زئی' موسیٰ خیل' یوسف زئی' زکا خیل اور کشمیری برادریوں میں بٹ' ڈار' ھگا' کچلو' میر' منٹو' نہرو' یادو اور دیگر کو بھی یہودی النسل ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ قادیانی چاہتے ہیں کہ جس طرح یہودیوں نے اسرائیل بنالیا اسی طرح وہ کشمیر پر اپنا راج قائم کریں اور شاید اسی لیے انہیں اسرائیل میں ایک عالی شان دفتر بنانے کی اجازت بھی دی گئی۔ حال ہی میں کوئٹہ سے قرآن پاک کی توہین کے الزام میں سزا پانے والے قادیانی محمود اختر نے دوران تفتیش پولیس کو بتایا کہ وہ انگلش کے علاوہ جرمن' ڈچ' پشتو اور فارسی زبانیں بھی بول سکتا ہے اور اس کے پاس امریکی شہریت ہے جبکہ بیوی اور بچوں کے پاس کینیڈین شہریت ہے۔ محمود اختر کی مشن روڈ کوئٹہ پر دکانوں کا کرایہ جماعت احمدیہ کو جاتا تھا۔ صرف اس ایک شخص کے کوائف ثابت کرتے ہیں کہ بہت سے قادیانی غیر ملکی روابط رکھتے ہیں اور پاکستان میں ان کی سرگرمیاں انتہائی مشکوک ہیں۔ پاکستان میں اکثر قادیانی یا تو سرکاری ملازم ہیں یا این جی اوز سے وابستہ ہیں اور صبح و شام جہاد کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ جہاد کی مخالفت قادیانیوں کے خودساختہ نبی مرزا غلام احمد کا حکم ہے۔ موصوف کے مجموعہ احکامات "روحانی خزائن" میں ان کی یہ نظم موجود ہے۔

اب چھوڑدو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

یہ نظم ان تمام مسلمانوں اور اہل فکر و دانش کے لیے قابل غور ہے جو مغربی پراپیگنڈے سے متاثر ہو کر جہاد کی مخالفت کرتے ہیں۔ جہاد اللہ کا حکم ہے اور جو شخص یا جماعت جہاد سے انکار کرے وہ صرف اور صرف دشمنان اسلام کے لیے محترم ہو سکتی ہے لہٰذا ہمیں لندن میں بیٹھے ہوئے مرزا طاہر احمد کے جہاد کے خلاف پلان سے ہوشیار رہنا چاہیے۔

(بحوالہ روزنامہ اوصاف اسلام آباد 3 نومبر 2000ء)

ختم نبوۃ

قادیانیوں میں ایمان نام کی کوئی چیز نہیں

ستر ہویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر منعقدہ ۱۴، ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے ایمان افروز خطاب فرمایا جسے افادہ عام کے لیے شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ مدیر

مراسلہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

امابعد

سب حضرات! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھیں۔

آپ حضرات کی خدمت میں میں نے کھل کر دوچار باتیں عرض کرنی ہیں اور میرا کوئی خاص موضوع نہیں ہے' وہ جو عام طور پر اس جلسہ میں آئے ہیں چونکہ رد قادیانیت ہمارا موضوع ہے' اس لیے میرا بھی یہی موضوع سمجھیں' لیکن قادیانیت سے پہلے میں تمہیں اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی چند باتیں سناتا ہوں' اس کے بعد تم خود ہی اندازہ کرلو گے کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے؟ حق پر کون اور باطل پر کون ہے؟ میرے تمام بھائی جو مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے ہیں' میں ان کو گالی نہیں نکالتا' دوسرے کسی قسم کی فحش کلامی بھی نہیں کرتا صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر حسین سنیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کا آپ کے ساتھ مقابلہ کرلیں اور میری اور تمام حاضرین کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے ہدایت کے دروازے کھول دے۔

قادیانیوں کو مہلت

تمہیں اللہ تعالیٰ نے بہت مہلت دی' پورے سو سال ہوگئے ہیں تمہیں مہلت ملے ہوئے اور تمہارا خیال یہ تھا کہ پوری دنیا میں ہماری حکومت ہوگی اور مسلمانوں کی حیثیت چوڑھے چماروں کی سی ہوگی' یہ غلط بات میں نہیں کہہ رہا' یہ مرزا محمود کے الفاظ ہیں لیکن سو سال میں تم نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے؟ اور جو آخرت میں اور قبر میں ہونے والا ہے وہ تو ابھی تم دیکھو گے! دنیا دارالجزاء نہیں ہے یہاں کافر بھی کھاتے ہیں' مومن بھی کھاتے ہیں' بلکہ کافروں کو زیادہ دیتے ہیں اور مومنوں کو کم دیتے ہیں' قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے: "لولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ" یعنی اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ یہ سارے کافروں کو ایک ہی جماعت بن جائیں گے اور جو لوگ کہ اللہ تعالیٰ سے کفر کرتے ہیں' اللہ کے منکر ہیں' ہم ان کے مکانوں کی چھتیں سونے کی بنادیتے اور آگے بھی بات فرمائی ہے کہ ان کے مکانوں کی چھتیں سونے کی ہوتیں' ان کی سیڑھیاں سونے کی ہوتیں' دیواریں سونے کی ہوتیں' اور یہ ساری چیزیں چاندی کی ہوتیں اور "ذلک متاع الحیوۃ الدنیا" یہ تو بالکل معمولی برتنے کی چیزیں ہیں' میں جو بات کہنا چاہتا ہوں وہ تو آگے ہے' لیکن درمیان میں ایک ضروری بات کرنے لگا ہوں۔ میرے قادیانی بھائیو! ذرا غور کرو ساری روئے زمین کی بادشاہت دو تین آدمیوں کو دی گئی ہے۔ دو مسلمانوں کو اور دو کافروں کو۔ اگر پوری دنیا کی بادشاہت فرض کرو مجھے عطا کردی جائے اور بادشاہت بھی آج کل جیسی نہیں کہ لوگوں کے چہروں کی طرف دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عورتوں کو ہم کچھ نہیں کہیں گے ہم حکومتوں کی سرداری ہے ایسی حکومت نہیں بلکہ جس کو بادشاہت کہتے ہیں اور مکمل حکومت اور عقیدت کے ساتھ حکومت امریکہ والے بھی حکومت کرتے ہیں انگلینڈ والے بھی حکومت کرتے ہیں' حضرت عمر فاروقؓ نے بھی حکومت کی تھی' حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت حیدر کرار علی المرتضیٰؓ نے بھی حکومت کی لیکن کیسی؟ وہ جو حکم فرماتے ان کے منہ سے جو لفظ نکل جاتا تھا لوگ اس کی تعمیل کو اپنے لیے سعادت سمجھتے تھے اور وہ اپنے منہ سے بات نہیں نکالتے تھے ایسی جس میں کسی کا نفع نہ ہو بلکہ وہ ایسی بات کہتے تھے جس میں دنیوی نفع بھی ہو اور اخروی نفع بھی ہو۔ یہ صحیح حکومت ہوتی ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بھی حکومت کی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے حکومت کی' حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکومت کی اور دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بھی حکومتیں کیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے بھی حکومت کی جن کو خلفاء راشدین کہتے ہیں ان کی حکومت میں کسی قسم کی کوئی جھول نظر نہیں آئے گی۔

میرے آقا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن فرمانے لگے کہ بھائیو! جس کا میرے ذمہ کوئی حق نکلتا ہے وہ مجھ سے آج وصول کرلے قیامت پر معاملہ نہ رکھے۔ ایک صحابیؓ کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک دن چھڑی ماری تھی۔ فرمایا حاضر ہوں تم مارلو۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بدن پر کرتا نہیں تھا بدن ننگا تھا آپ نے تو لباس پہنا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کرتا اتار دیا اور

فرمایا اب مار لو۔ وہ دوڑ کر آئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمر مبارک کا بوسہ لینے لگے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہی چاہتا تھا۔

دنیا میں کوئی تاریخ ایسی ہو تو بتایئے! کہ حق مانگنے والا حق مانگ نہیں رہا حق دینے والا حق دے رہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اس حالت میں تشریف لے جاتے ہیں کہ کسی اللہ کے بندے کا کوئی حق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ نہیں ہے اور یہی حال حضرات خلفاء راشدینؓ کا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے مانگو اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وہ دنیا میں ہدایت پھیلانے کے لیے آئے تھے۔ شر پھیلانے کے لیے نہیں آئے تھے اور میرے قادیانی بھائیو! میں تم سے کہتا ہوں کہ تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لو۔ غلام احمد کو چھوڑ دو' تمہارا بھلا ہو جائے تمہاری بھلائی کی خاطر کہہ رہا ہوں اپنے نفع کے لیے نہیں۔ مجھے تو ثواب مل ہی جائے گا۔

ایک بات اور کہتا ہوں' یہ بھی تمہیدی بات ہے۔ ابھی ہمارے مولانا آزاد صاحب نے قصہ سنایا کہ ختم نبوت کے دو نوجوان رضاکاروں کو محض اس جرم میں گرفتار کرلیا گیا کہ وہ چاکنگ کے ذریعے ختم نبوت کانفرنس صدیق آباد کا اشتہار لکھ رہے تھے' تم یہاں آگئے ہو اور وہ جیل میں چلے گئے ہیں۔ میرے بھائی! جرم کیا تھا؟ اتنے بڑے بڑے پوسٹر سینماؤں کے لگے ہوئے ہیں' فاحشہ عورتوں کی تصویریں جگہ جگہ لگی ہوئی ہیں لیکن قانون کے اعتبار سے شاید یہ جائز ہے اور ان نوجوانوں کا اشتہار لکھنا ناجائز ہے۔

شاہ جیؒ کا نعرہ مستانہ

تمہیں اس پر ایک واقعہ سنا دیتا ہوں' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر اول امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ کا ایک واقعہ ہے (سب کہو اللہ ان کی قبر کو منور کرے اور میرے تمام بھائی جو پوری دنیا میں ختم نبوت کا کام کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کی قبروں کو منور کرے) اور اپنی رحمتوں کی بارشیں برسائے۔ منیر انکوائری رپورٹ میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بیان قلمبند کرا رہے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ مرزا کافر ہے۔ منیر انکوائری عدالت میں یہ بات فرمائی اور ساتھ یہ کہا کہ فلاں فلاں آدمیوں کو دعوائے نبوت کے جرم میں قتل کیا گیا تو منیر پوچھتا ہے کہ اگر غلام احمد قادیانی تمہارے سامنے یہ دعویٰ کرتا تو اسے قتل کر دیتے؟ حضرت شاہ جیؒ نے جواباً فرمایا کہ میرے سامنے اب کوئی دعویٰ کر کے دیکھ لے! "جب شاہ جیؒ نے یہ کہا تو پوری عدالت نعرہ تکبیر سے گونج اٹھی۔ منیر کہتا ہے "توہین عدالت!" یعنی اس سے عدالت کی توہین ہوتی ہے' تو شاہ جیؒ فرمانے لگے "توہین رسالت" یعنی جس طرح تم عدالت کی توہین قبول نہیں کر سکتے اسی طرح عطاء اللہ شاہ بخاری رسالت کی توہین کو قبول نہیں کر سکتا۔" وہ چپ ہو گیا اور آگے جواب نہیں دے سکا۔ کسی جلسہ میں شاہ جیؒ نے کہہ دیا تھا مرزا کافر ہے' حضرتؒ پر مقدمہ بن گیا' مولانا محمد شریف جالندھریؒ فرماتے تھے کہ جج کوئی مرزائی تھا' جب تاریخ پر جاتے تو کوئی نئی تاریخ دے دیتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ تاریخ بھگتنے کے لیے تشریف لے جاتے۔ میں ساتھ ہوتا ایک چٹائی چھوٹی سی ساتھ لے جاتا۔ جس طرح دھوپ آتی تھی اس طرح سے ہٹا کر کے دوسری طرف ہو جاتے سارا دن اسی طرح بیٹھے رہتے۔ عدالت کا وقت ختم ہو جاتا تو اگلے دن کی تاریخ دے دیتا اسی طرح اس نے بہت پریشان کیا لیکن تم نے نتیجہ دیکھ لیا! شاہ جیؒ تو اللہ کے پاس چلے گئے اور پیچھے غلام احمد کو کافر کہنے والی وہی عدالت تھی۔

پاکستان کی عدالتوں نے قادیانیوں کو کافر لکھا

عدالتوں نے بھی کہا۔ چھوٹی عدالتوں نے بھی کہا' بڑی عدالتوں نے بھی کہا' سپریم کورٹ نے بھی کہا اور پوری دنیا کے مسلمانوں نے بھی کہا کہ غلام احمد کافر ہے۔ میں ان نوجوان دوستوں کے بارے میں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے جلسہ کے اشتہار لکھنے کے جرم میں گرفتار کرلیا گیا ہے۔ مبارک باد دیتا ہوں کہ ان کو تھوڑی سی نسبت حضرت امیر شریعتؒ کے ساتھ حاصل ہو گئی ہے' بس یہ تمہیدی باتیں میری ختم ہو گئیں' اب میں اصل بات شروع کرتا ہوں۔

امیہ بن خلف کا واقعہ

مکہ کا ایک کافر تھا اس کا نام تھا: ابو صفوان (امیہ بن خلف) اور مدینہ شریف کے ایک سردار تھے ان کا نام تھا حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ شریف سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے جا چکے تھے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر مکہ مکرمہ عمرہ کرنے کے لیے تشریف لے گئے۔ ان کی جاہلیت کے زمانے میں عادت تھی کہ وہ اپنے دوست (امیہ بن خلف) کے پاس ٹھہرتے تھے۔ بخاری شریف کی دوسری جلد کے صفحے پر یہ حدیث ہے جس کو میں ذکر کر رہا ہوں۔ الفاظ کی کوئی کمی بیشی ہو گی لیکن مفہوم یہی ہے جو میں عرض کر رہا ہوں۔ بخاری شریف کی دوسری جلد کے پہلے صفحے پر ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ امیہ بن خلف سے کہنے لگے کہ یار کوئی ایسا وقت تلاش کرو جس میں بیت اللہ شریف میں کوئی اور نہ ہو' اس وقت کوئی نہ جاتا ہو تاکہ میں تنہائی میں اپنے رب سے باتیں

کر سکوں۔ وہ کہنے لگا بہت اچھا دونوں دوپہر کے وقت چلے گئے۔ دوپہر اور وہ بھی وہاں کا دوپہر اور اب تو پکی اینٹیں لگی ہوئی ہیں سفید پتھر لگے ہوئے ہیں گرم ہی نہیں ہوتے: ابن بطوطہؒ نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ دوپہر کو میں بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کے لیے چلا گیا' چلا تو گیا جب میں نے مطاف میں قدم رکھا تو میرا پاؤں وہیں چپک گیا۔ بڑی مشکل سے میں نے پاؤں چھڑایا اور پیچھے لوٹ آیا اس وقت کی بات ہے ابو صفوان امیہ بن خلف نے ان کے طواف کے لیے وقت تجویز کیا بارہ بجے کا کیونکہ اس وقت کوئی نہیں ہوگا۔ وہاں جاتے ہوئے راستہ میں ابو جہل مل گیا۔ ابو جہل کہنے لگا یہ کون ہے ؟ ابو صفوان امیہ بن خلف کہنے لگا کہ میرے دوست یثرب کے رہنے والے سعد ابن معاذؓ ہیں ابو جہل اونچا نیچا کوئی لفظ کہنے لگا کہ تم نے ہمارے باغیوں کو پناہ دے رکھی ہے اور آرام سے بیت اللہ کا طواف بھی کر رہے ہو۔ حضرت معاذؓ مدینے کے سردار تھے اور یہ مکہ کا سردار تھا۔ دو سرداروں کی جنگ تھی' حضرت سعد ابن معاذؓ نے ڈانٹ کر فرمایا کہ زیادہ باتیں نہ کرو' تمہارا غلہ آتا ہے ملک شام سے میں ایک دانہ کے نہیں پہنچنے دوں گا۔ ابو جہل تو چپ ہو گیا اور ابو صفوان امیہ بن خلف سعد ابن معاذؓ سے کہنے لگا کہ تم اس وادی کے چوہدری کو اس طرح جھڑکتے ہو۔ لوہا گرم تھا وہ بھی فرمانے لگے کہ زیادہ باتیں نہ کر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ وہ تجھے قتل کریں گے ان دونوں کی دوستی عہد جاہلیت سے چلی آرہی تھی لیکن ایمان اور کفر کا مسئلہ اپنی جگہ !

آتھم کے متعلق مرزا قادیانی کی پیشگوئی

دوسری طرف مرزا قادیانی آتھم کے لیے دعا کرتے رہے ہمہ اپنی امت کے کہ یااللہ آتھم مرجائے! یااللہ آتھم مرجائے! یااللہ آتھم مرجائے! وہ نہیں مرا۔ اندھے کنویں میں چنے پڑھوا کر پھینکوائے پھر بھی نہیں مرا مرزا محمود کہتا ہے کہ میں نے کبھی محرم کا ماتم نہیں ایسا دیکھا جیسا کہ اس رات قادیان میں ماتم برپا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غلام احمد کا اللہ پر اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی یقین نہیں تھا۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کافروں کو بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر یقین تھا ان کی بد قسمتی ہے کہ وہ مسلمان نہیں ہوئے' کوئی کافر ایسا نہیں تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا سمجھتا ہو۔ ایک دفعہ یہ ابو صفوان امیہ بن خلف اور ابو جہل تنہائی میں جمع ہوئے۔ ابو صفوان' ابو جہل سے کہنے لگا کہ بھائی ایک دل کی بات بتاؤ کوئی سنتا نہیں کوئی دیکھتا نہیں' میں ہوں اور تم ہو۔ سچ بتاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں یا جھوٹے ؟ ابو جہل مسکرایا اور مسکرا کے کہنے لگا تو ان کو (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو) جھوٹ بولتے کب دیکھا ہے ؟ بچپن سے لے کر اب تک ترپن (۵۳) سال ہو گئے ہیں۔ کبھی ان کے منہ سے غلط بات بھی سنی ہے ؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ تو سچ بولا کریں اور اللہ کے حوالے سے جھوٹ بولیں ؟ اس لیے میں کہہ رہا ہوں کہ مکہ کا کوئی کافر ایسا نہیں تھا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نہ سمجھتا ہو لیکن ان کی بد قسمتی ان کے آڑے آئی' جیسا کہ مرزائیوں کا ایک فرد ایسا نہیں جو مرزا طاہر کو اور اس کے باپ مرزا بشیر الدین محمود کو اور اس کے دادا مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا نہ سمجھتا ہو۔ لیکن ان کی بد قسمتی آڑے آگئی' میں نے لندن کے جلسہ میں کہا تھا اب بھی کہتا ہوں اور یہ ربوہ ہے امید ہے کہ مرزا طاہر اور اس کی ذریت کو میری یہ رپورٹ پہنچ جائے گی۔ میں نے کہا تھا کہ دوسرے لوگ تو دلائل کے ساتھ' قرائن اور قیاسات کے ذریعے غلام احمد کو' اس کے بیٹے مرزا محمود کو اور مرزا طاہر تجھے جھوٹا سمجھتے ہوں گے' لیکن میں قسم کھا کر اور منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھ کر کہتا ہوں کہ مرزا طاہر تو حق الیقین کے ساتھ جانتا ہے کہ تو جھوٹا ہے' تیرا باپ جھوٹا تھا' تیرا دادا جھوٹا تھا' تیرا پردادا جھوٹا تھا' سچوں کی علامتیں اور ہوتی ہیں۔ قادیانیو! جس طرح کفار مکہ کی بد قسمتی ان کے آڑے آگئی تھی اور وہ ان کو ایمان سے روک رہی تھی' تمہاری بھی بد قسمتی آڑے آرہی ہے' ورنہ اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے تو تم سب "لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ" پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ اور غلام احمد پر لعنت بھیجو۔

میری ایک بات ختم ہو گئی اور وقت بہت تھوڑا ہے۔ مولانا محمد علی جالندھری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب میں تقریر کرنے بیٹھتا ہوں تو گھڑی چھلانگیں لگاتی نظر آتی ہے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جب میری تقریر (کی تاریخ) رکھنی ہو تو کسی اور کی نہ رکھا کرو' تاکہ میں اپنی بات مکمل کر کہہ سکوں تم نے میرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلال بھی دیکھا تم نے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال بھی دیکھا کبھی اشتہار نہیں دیا' کبھی ڈھنڈورا نہیں پیٹا کہ امیہ (ابو صفوان امیہ بن خلف) میں تجھ کو قتل کروں گا۔ ایک بات سرسری ہو گئی تھی اور غلام احمد قادیانی نے ساری عمر ڈھنڈورا پیٹا' اشتہار چھاپے اور بات ایک بھی سچی نہیں نکلی۔ قادیانیو! میں یہاں منبر پر بیٹھا ہوں' ذمہ داری کے ساتھ بیٹھا ہوں' کتابیں لے آؤ اور ایک بات مرزا غلام احمد کی سچی ثابت کر دو۔ تم مرزا کی ایک بات سچی ثابت نہیں کر سکتے۔ تم بھی جھوٹے' تمہارا پیر بھی جھوٹا' الحمد للہ! میں بھی سچا' میرا پیر بھی سچا' میرا آقا صلی اللہ علیہ وسلم بھی سچا۔ ہم گالیاں نہیں

ختم نبوۃ

نکالتے تمہاری ہدایت کے لیے کہتے ہیں اور یہ بھی مجبوراً کہتے ہیں' ہمارے منہ سے مجبوراً نکلتا ہے کہ غلام احمد قادیانی سچا نہیں تھا جھوٹا تھا' جھوٹوں کا پیر تھا۔ اس نے اسی بیاسی کتابیں لکھی ہیں اور تم اس کی کتابوں کے مجموعہ کا نام رکھا "روحانی خزائن" لاحول ولا قوۃ الا باللہ' میں جب حوالہ لکھتا ہوں اور روحانی خزائن کے نام سے مرزا غلام احمد کی کتابیں ہیں اور دس جلدوں میں اس کے ملفوظات کا مجموعہ ہے' اس کے ملفوظات کے ایک حصہ کا ایک ملفوظ سنا دیتا ہوں کہتا ہے کہ "ہمارا وجود دو باتوں کے لیے ہے ایک شیطان کو مارنے کے لیے اور ایک نبی کو مارنے کے لیے۔ "نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ" یہ کونسا نبی ہے' یہ وہ نبی ہے جس کے بارے میں یہودی آج تک کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو قتل کر دیا۔ اب کسی نے قتل کیا؟ ادھر یہودیوں کا دعویٰ ہے لیکن یہ دونوں دعاوی جھوٹ ہیں' نہ یہودیوں کے ہاتھوں یہ واقعہ ہوا' نہ عیسائیوں کے ہاتھوں' قرآن کریم میں ہے "وقولھم انا قتلنا المسیح ابن عیسیٰ مریم" ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا ہے یہودی کافر ہو گئے قتل نہیں کیا تھا جھوٹ بولتے ہیں لیکن اپنے اس قول کی وجہ سے کافر ہو گئے۔ غلام احمد نے بھی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل نہیں کیا' لیکن دعویٰ ہے کہ ہم نے قتل کر دیا' وہ بھی اس وجہ سے کافر ہو گیا' مرزا قادیانی تو قبر میں چلا گیا وہاں اپنا انجام بھگت رہا ہو گا' اس کے پیچھے جو چیلے چانٹے ہیں' دجال جب نکلے گا' اس کے ساتھ ہوں گے' اور حضرت عیسیٰؑ دجال کو قتل کریں گے اور مسلمان دجال کے چیلوں کو قتل کریں گے۔ عیسیٰؑ علیہ السلام کے آنے سے "تمام کی تمام ملتیں اور تمام کے تمام مذاہب ختم ہو جائیں گے سوائے اسلام کے۔" یہ برطانیہ والے بھی نہیں رہیں گے' امریکہ والے بھی نہیں رہے گے' یہ ہندو یہودیوں والے بھی نہیں رہیں گے' ایک مسلمان رہیں گے اور باقی تمام کے تمام کافر ختم ہو جائیں گے' یہ عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف کی برکت ہوگی۔

﴿وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین﴾

صدیقی ٹرسٹ کی کوششوں سے گلر دین، لنک پورہ، مظفر آباد، آزاد کشمیر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر شہید ختم نبوت حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی یاد میں تعمیر ہونے والی مسجد

بقیہ: اخبار ختم نبوت

پارلیمنٹ کے فورم پر جمہوری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔ ملک کی ہر چھوٹی بڑی عدالت ان کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کر چکی ہے۔ انہوں نے کہا امریکہ مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے سخت خائف ہے۔ مسلمانوں کے عقیدہ جہاد کو منسوخ کروانے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کو پیدا کیا گیا تھا۔ کانفرنس سے مولانا عبدالرحمن ہزاروی نے بھی خطاب کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا انور شاکر نے سرانجام دے۔ کانفرنس مولانا عبدالرؤف نے نعتیں اور نظمیں بھی پیش کیں۔ ختم نبوت مولانا سید منظور حسین شاہ کی سرپرستی میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا اختتام مولانا عبدالغفور حقانی کی دعا سے ہوا۔

آپ کی زکوٰۃ' صدقات اور عطیات کا بہترین مصرف مدرسہ دارالہدیٰ گولارچی

اندرون سندھ انتہائی پسماندہ' ہندومت' قادیانیت اور عیسائیت زدہ علاقے میں دین کی روشنی اور علوم نبوت پھیلانے میں مخیر حضرات سے تعاون کی اہم ضرورت ہے۔ گولارچی شہر ضلع بدین کے علاقہ میں کوئی قابل ذکر دینی ادارہ نہیں تھا۔ اس سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مخدوم المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی زیر سرپرستی فاضل دیوبند حضرت مولانا حفیظ الرحمن خان مدظلہ کی زیر نگرانی مدرسہ دارالہدیٰ گولارچی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ اس وقت الحمدللہ! مدرسہ میں (۲۰۰) طلبہ کرام حفظ القرآن کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور مدرسہ زیر تعمیر بھی ہے۔ اس میں سریا' سیمنٹ' ریت' بجری کی اشد ضرورت ہے۔ تمام مخیر حضرات اس کفر زدہ علاقہ میں مدرسہ کے ساتھ عطیات زکوٰۃ' صدقات کے ذریعہ مالی تعاون فرما کر بروز حشر خاتم النبیین ﷺ کی شفاعت کے مستحق ہوں۔

رابطہ:۔ (الداعی الی الخیر) ناظم حکیم محمد سعید انجم راجپوت مدرسہ دارالہدیٰ گولارچی

بینک اکاؤنٹ نمبر 7-1951 حبیب بینک گولارچی

ختم نبوۃ

گوہر شاہی کو انسداد دہشت گردی عدالت سے سزا

فیصلے کا مکمل متن

یہ پریس کانفرنس مورخہ ۷/دسمبر ۹۸ء کو آستانہ گوہر شاہی خدا کی بستی کوٹری میں ہوئی۔ گواہ نے نمائندہ امت ناصر شیخ اور این این آئی کے نمائندے عابد لاکھو کو پریس کانفرنس میں شرکت کے لئے بھیجا، جنہوں نے پریس کانفرنس کی روئیداد کو کیسٹ میں اور قلم کے ذریعے نوٹ کیا۔

گواہ نے کہا کہ پریس کانفرنس کی روئیداد کے نوٹس اور کیسٹ ملنے پر انہوں نے انٹرویو کے بارے میں مواد اکٹھا کیا اور اس کو این این آئی کے ذریعے دوسرے اخبارات کے علاوہ اپنے اخبار روزنامہ امت میں بھی شائع کیا۔ گواہ نے کہا کہ پریس کانفرنس کی روئیداد کی اشاعت کے بعد مولانا احمد میاں حمادی نے ان سے رابطہ کیا اور دریافت کیا کہ کیا وہ اس انٹرویو کی حقانیت کا اقرار شائع کرنے کو تیار ہیں؟ بعد ازاں وہ ٹنڈو آدم پولیس اسٹیشن گئے، جہاں پر گواہ کا بیان لیا گیا جس میں انہوں نے اخبار میں شائع شدہ پریس کانفرنس کے بارے میں حقائق کو تسلیم کیا۔ اس کے بعد ایک پولیس آفیسر ان کو کورٹ لے کر گیا، جہاں پر ان کا بیان لیا گیا، انہوں نے اقرار کیا کہ روزنامہ امت اور کاوش وہی ہیں جن میں انٹرویو چھپا تھا۔ گواہ نے اسٹیکر بھی عدالت کے روبرو پیش کیا، جرح کے دوران گواہ کے بیان سے کسی قسم کا تضاد ظاہر نہ ہو سکا۔

جہاں تک گواہ محمد ناصر کا تعلق ہے، اس نے اپنی گواہی میں کہا کہ وہ روزنامہ امت حیدر آباد کے لئے رپورٹر ہے۔ انہوں نے کہا کہ مورخہ ۷/دسمبر ۹۸ء کو دوپہر ۱۲ بجے انجمن سرفروشان اسلام کے کچھ نمائندوں نے اخبارات کے رپورٹرز کو پریس کلب سے اپنی گاڑیوں میں کوٹری پہنچایا، جہاں پر ان کو مدرسہ، مسجد اور مسافر خانے کا دورہ کرایا۔ گواہ نے کہا کہ مرکزی داخلی دروازے پر ایک اسٹیکر نمایاں تھا "لا الہ الا اللہ" کے بعد "ریاض احمد گوہر شاہی" لکھا ہوا تھا اور اس کی شبیہ اسٹیکر کے چاروں کونوں میں چاند، سورج اور حجر اسود میں دکھائی گئی تھی۔ اس کے بعد ان کو ریاض احمد گوہر شاہی کے آستانے پر لے جایا گیا جہاں پریس کانفرنس کا انعقاد ہوا اور اس نے نوٹس لئے، یہ نوٹس گواہ نے اپنے بیورو چیف کو اشاعت کے لئے فراہم کئے۔ اس کے بعد مورخہ ۲۸/دسمبر ۹۸ء کو وہ پولیس اسٹیشن ٹنڈو آدم گئے جہاں ان کا بیان ہوا، بعد ازاں ان کو مجسٹریٹ درجہ اول کے پاس لے جایا گیا، جہاں ان کا بیان زیر دفعہ ۱۶۴، ضابطہ فوجداری ریکارڈ ہوا۔ اسٹیکر کے بارے میں انہوں نے تصدیق کی کہ یہ وہی ہے جو انہوں نے دیکھا تھا۔ جرح کے دوران ان کے بیان میں بھی کسی قسم کا فرق نہ آیا، لیکن صرف جرح کے دوران انہوں نے کہا کہ مستغیث مولانا حمادی مجسٹریٹ کے ساتھ تقریباً ۲۰ منٹ تک رہے، جب دفعہ ۱۶۴ کا بیان قلم بند ہو رہا تھا۔

فاضل وکیل صفائی نے میری توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ مولانا حمادی کس قدر اثر ورسوخ کے حامل ہیں اور یہ کہ بیانات زیر دفعہ ۱۶۴ صرف ان کے اثر ورسوخ کے تحت قلمبند کئے گئے ہیں۔ اس کے بارے میں، میں اتنا کہوں گا کہ اگر وکیل صفائی کے بیان کو درست تسلیم کیا جائے اور بیانات زیر دفعہ ۱۶۴ کو رد کر دیا جائے اور شہادت سے نکال دیا جائے، تب بھی ان دو گواہان کی شہادت، بغیر ان کے دفعہ ۱۶۴ کے بیانات کے کافی شہادت ہے۔ ان گواہان پر جرح کے دوران یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی ہے کہ ان گواہان کو سرے سے سول جج اور مجسٹریٹ درجہ اول کے سامنے پیش ہی نہیں کیا گیا۔

مندرجہ بالا گواہان عبدالحفیظ عابد اور محمد ناصر کے علاوہ، گواہان استغاثہ گلزار احمد اور اظفر کی گواہی بھی موجود ہے۔ ان دونوں نے اپنی گواہی میں کہا ہے کہ وہ جامع مسجد ٹنڈو آدم میں موجود تھے جہاں پر مستغیث اور دوسرے بھی موجود تھے، اور یہ کہ وقت تقریباً صبح ۹ بجکر دس منٹ کا تھا اور یہ کہ روزنامہ "کاوش" حیدر آباد، روزنامہ "امت" کراچی خریدے گئے تھے جو کہ انہوں نے پڑھے، جس میں ریاض احمد گوہر شاہی کا انٹرویو شائع ہوا تھا۔ انہوں نے انٹرویو کے اقتباسات دیئے، جس کے سلسلے میں ریاض احمد گوہر شاہی پر فرد جرم عائد کی گئی ہے، اور ایف آئی آر اور دعوے کی تصدیق کی ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ انٹرویو کی وجہ سے ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ ان دو گواہان کی گواہی میں بھی جرح کے ذریعے کوئی نہ فرق پیدا کیا جا سکا۔

اس کیس میں استغاثہ نے مشیر محمد شفقت کو بھی پیش کیا جس نے جائے واردات کے مشیر نامے، روزنامہ "امت" مورخہ ۸/دسمبر ۹۸ء، مذکورہ اسٹیکر اور دوسرے کاغذات کی برآمدگی کی تصدیق کی۔ مشیر نے کہا کہ ۱۵/جولائی ۹۹ء کو مولانا حمادی نے تین ویڈیو کیسٹ ایس ایچ او ٹنڈو آدم پولیس اسٹیشن کے روبرو ان کی موجودگی میں

پیش کیے اور مشیر نامہ تیار کیا گیا، جس پر اس نے دستخط کیے، انہوں نے مشیر نامے کی تصدیق کی۔ گواہ نے تین ویڈیو کیسٹ روزنامہ "امت" اور دوسری برآمد کی گئی اشیاء کی تصدیق کی۔

عملہ تفتیش کی جانب سے اے ایس آئی محمد اسحٰق، جس نے ایف آئی آر، بیانات زیر دفعہ ۱۶۱ ضابطہ فوجداری، مشیر نامہ جائے واردات، اخبارات، اسٹیکر اور دوسری اشیاء کی برآمدگی کی، اور اس کیس کی کچھ تفتیش کی ہے پر جرح ہوئی۔ اس گواہ نے تصدیق کی کہ مشیر نامے اس نے تیار کئے ہیں اور اشیاء درج شدہ کو اس نے برآمد کیا ہے۔

اس گواہ کی شہادت کو بھی وکیل صفائی دوران جرح مجروح نہ کر سکا۔

جناب عبدالحئی سول جج اور مجسٹریٹ درجہ اول کو بھی پیش کیا گیا، جنہوں نے تصدیق کی کہ گواہان کے بیانات زیر دفعہ ۱۶۴ انہوں نے قلمبند کیے تھے، ملزم کے حق میں کوئی قابل ذکر بیان ان سے اخذ نہ کیا جا سکا۔ وکیل صفائی نے صرف بیانات زیر دفعہ ۱۶۴ کے بارے میں شکوک پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلہ میں یہ بات سامنے لائی گئی کہ ایس ایچ او کے خط بنام سول جج برائے قلم بندی بیان زیر دفعہ ۱۶۴ پر جج کے حکم کے نیچے مہر موجود نہیں۔ مگر چونکہ مذکورہ خط کورٹ کی فائل سے تیار کیا گیا ہے، جو کہ روزمرہ کے معمولات کا حصہ ہے، لہٰذا اس پر عدالت کی مہر کی ضرورت نہیں۔

سب انسپکٹر محمد عظیم جو کہ اس وقت پولیس اسٹیشن مانگی کے ایس ایچ او تھے، اور انہوں نے اس کیس کی کچھ تفتیش کی تھی، اس گواہ نے اپنی کارروائی کے بارے میں شہادت قلم بند کروائی جس کو جرح کے دوران مجروح نہ کیا جا سکا۔

گواہ استغاثہ خالد محمود ایس ایچ او پولیس اسٹیشن ٹنڈو آدم نے اپنی گواہی میں کہا کہ انہوں نے تین ویڈیو کیسٹ مشیر نامے کے تحت وصول کئے اور تصدیق کی کہ مشیر نامے پر ان کے دستخط ہیں۔

اس کیس میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ دونوں جانب سے فوٹو کاپیاں پیش کی گئیں اور دونوں جانب سے ان فوٹو کاپیوں کی قبولیت پر اعتراض کیا گیا، وکیل سرکار نے وکیل صفائی کے اعتراض پر کہا کہ فوٹو کاپیاں گواہی میں قابل قبول ہیں کیونکہ مشینی ذریعے سے حاصل کی گئی ہیں۔

یہ بات حیرت انگیز ہے کہ ایک طرف وہ فوٹو کاپیوں پر اعتراض کرتے ہیں اور دوسری طرف فوٹو کاپیوں کو جو کہ مشینی عمل کے ذریعے حاصل کی گئی ہیں قابل قبول کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں میرا نظریہ یہ ہے کہ فوٹو کاپیاں اس وقت تک جب تک اصل نہ پیش کرنے کے لئے کوئی قابل ذکر وجہ نہ پیش کر دی جائے قابل قبول نہیں، لہٰذا دونوں طرف سے پیش کی گئی فوٹو کاپیاں نظر انداز کی جاتی ہیں۔

فاضل وکیل صفائی نے یہ نکتہ اٹھایا کہ 1981-S-C-M-R-734 کے تحت اخبارات کی خبر گواہی میں شامل نہیں، لہٰذا اقتباسات کو نظر انداز کر دیا جائے۔ مگر میں اس سے متفق نہیں کیونکہ قانون اب بدل چکا ہے اور 1995P.Cr.L.J.P میں یہ کہا گیا ہے کہ اخباری رپورٹ، اگر رپورٹر ان کی تصدیق کریں، قابل قبول ہیں، اس کیس میں چونکہ عبدالحفیظ عابد بیورو چیف این این آئی اور روزنامہ "امت" اور اسی طرح محمد ناصر شیخ روزنامہ "امت" کے رپورٹر کو پیش کیا گیا، جنہوں نے مذکورہ خبر کی تصدیق کی، لہٰذا وکیل صفائی کے اس اعتراض میں کوئی وزن نہیں۔

اس کیس میں دونوں جانب سے کچھ کتابیں پیش کی گئیں، مستغیث نے ایک کتاب پیش کی جبکہ عدالت کے گواہ شبیر احمد نے، جو کہ اپنے بیان کے تحت ملزم کا نمائندہ ہے، ملزم کے دفاع میں قرآن مجید، مشکوٰۃ شریف، شمائل ترمذی پیش کی۔ مشکوٰۃ شریف اور شمائل ترمذی کو ناشر یا مصنف کی جانب سے تصدیق کی عدم موجودگی میں زیر غور نہیں لا سکتا۔ عدالت صرف کتب قوانین، نوٹیفکیشن، کیلنڈر اور قرآن شریف کا نوٹس لے سکتی ہے، مگر مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر ان کتابوں کا نوٹس نہیں لے سکتی۔ جہاں تک قرآن شریف کا تعلق ہے، اسے عدالتی گواہ شبیر احمد نے پیش کیا ہے مگر اس نے صرف اتنا کہا ہے کہ ملزم ریاض احمد گوہر شاہی اس قرآن شریف اور احادیث کی روشنی میں تعلیم دیتا ہے، مگر اس نے کسی آیت یا سپارے کا ذکر نہیں کیا۔

فاضل وکیل صفائی نے اپنے بیان میں گواہ استغاثہ گلزار احمد، محمد اظفر، عبدالحفیظ عابد، محمد ناصر سے کئے گئے سوالات کی طرف اشارہ کیا، پہلے انہوں نے یہ کہا کہ گلزار احمد اور محمد اظفر کے دستخط جو کہ ان کے بیانات زیر دفعہ ۱۶۴ پر ہیں اور جو کہ ان کے شناختی کارڈ پر ہیں، ان میں فرق ہے، اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ مذکورہ اشخاص سول جج اور مجسٹریٹ درجہ اول کے روبرو اپنا بیان زیر دفعہ ۱۶۴ ضابطہ فوجداری قلم بند کرانے حاضر نہیں ہوئے، مگر بیانات زیر دفعہ ۱۶۴ اور شناختی کارڈ ملاحظہ کرنے کے بعد میرے خیال میں مذکورہ افراد کے دستخطوں میں کوئی فرق نہیں۔ فاضل وکیل صفائی نے کہا کہ گواہان عبدالحفیظ عابد، محمد ناصر نے اپنے بیانات میں اضافہ کیا ہے اور کچھ واقعات جو کہ انہوں نے اپنی شہادت میں قلم بند کرائے ہیں ان کا ذکر ان کے بیانات زیر دفعہ ۱۶۴ میں اور زیر دفعہ ۱۶۱ میں موجود نہیں ہیں۔ مگر میرے نزدیک یہ اعتراض ان کی شہادت کو رد کرنے کے لئے کافی نہیں۔

PLD. 1999 S.C.1444 میں کہا

ختم نبوۃ

گیا ہے کہ اس قسم کی مجروحیات کو نظر انداز کر دینا چاہئے۔ اس کو زیادہ سے زیادہ وضاحتی بیان کہا جاسکتا ہے، مگر بیان میں بہتری نہیں کہا جاسکتا جس کو کہ قانون میں ترقی کے بعد رد نہیں کیا جاسکتا۔

میرے سامنے یہ بھی کہا گیا ہے کہ گواہان استغاثہ گلزار، اظفر، عبدالحفیظ عابد اور محمد ناصر شیخ کے بیانات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو اسلام اور مذہب کے بارے میں کوئی معلومات نہیں، لہذا ان کا کہنا کہ ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں یا یہ کہ ملزم کا عمل قابل اعتراض ہے، اس کو زیر غور نہیں لایا جاسکتا۔ میں فاضل وکیل صفائی سے اس بنا پر متفق نہیں کہ کم از کم ان گواہان کو دین اور اسلام کے بارے میں عام معلومات ہیں اور اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ ان کے جذبات مجروح ہوئے اور یہ کہ ملزم کا عمل قابل اعتراض ہے۔

وکیل صفائی نے کہا کہ تفتیش کی ٹنڈو آدم پولیس اسٹیشن سے ایس ایچ او مانگی کو تبدیلی کے بعد مستغیث نے تین ویڈیو کیسٹ پیش کیں، اور یہ کہ جب تفتیش ٹنڈو آدم پولیس اسٹیشن سے لے کر ایس ایچ او مانگی کے سپرد کی جاچکی تھی" اس قسم کی برآمدگی نہیں کی جاسکتی تھی"۔ چونکہ یہ اعتراض بھی تکنیکی نوعیت کا ہے لہذا PLD.1999 S.C.1444 کو مدنظر رکھتے ہوئے رد کیا جاتا ہے، بصورت دیگر بھی ایف آئی آر ٹنڈو آدم پولیس اسٹیشن میں درج کی گئی تھی اور ایس ایچ او ٹنڈو آدم نے ہی کیس کا چالان پیش کیا تھا۔ وکیل صفائی موجودہ کارروائی کے قانونی جواز کو زیر بحث لائے ہیں کہ اجازت زیر دفعہ 196 ضابطہ فوجداری غیر قانونی ہے اور یہ کہ مستغیث نے جامع مسجد کا خطیب ہونے کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا، اور یہ کہ اجازت نامہ صرف جرم زیر دفعہ 295-A تعزیرات پاکستان کے لئے عطا کیا گیا، لہذا بعد کی تمام کارروائی باطل اور غیر قانونی ہے۔

فاضل وکیل سرکار نے اس سلسلے میں دفعہ 196 ضابطہ فوجداری کی طرف توجہ مبذول کرائی جو کہ واضح الفاظ میں کہتی ہے کہ ایسی اجازت صرف جرم زیر دفعہ 295-A کے لئے دی جاسکتی ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اجازت نامے کے نیچے شمارہ نمبر ۳ پر مستغیث کے نام کے بعد ان کو ضلعی خطیب جامع مسجد دکھایا گیا ہے۔ فاضل وکیل صفائی نے اس بات پر بھی اعتراض کیا ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اجازت نامہ نہیں دے سکتا چونکہ تفویض شدہ اختیارات مزید کسی کو تفویض نہیں کئے جاسکتے۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ صرف ہوم سیکریٹری جس کو حکومت سندھ نے اختیار تفویض کیا تھا، اجازت دے سکتا تھا، جیسا کہ مستغیث نے کہا ہے کہ پہلے وہ ہوم سیکریٹری کے پاس گئے اور اس کے بعد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس، جس نے ان کی عرض سننے کے بعد اجازت نامہ دیا، مگر فاضل وکیل نے اس نوٹیفکیشن کو جس کا ذکر اجازت نامہ میں ہے اور جس کے تحت اجازت دی گئی ہے، نظر انداز کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ صوبہ سندھ کا نمائندہ آئین کے تحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہے۔ اس لئے فاضل وکیل کے دلائل میں کوئی زور نہیں ہے۔

لہذا مستغیث کو حق حاصل ہے کہ وہ استغاثہ دائر کرے اور مزید یہ کہ جرم زیر دفعہ 295-B اور 295-C تعزیرات پاکستان کے لئے سیکشن 196 کے تحت اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔

جرح کے دوران، وکیل صفائی نے مستغیث کی دینی اسلامی معلومات کو جانچنے کی کوشش کی اور دلائل کے دوران فاضل وکیل صفائی نے کہا کہ آیات نمبر ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۴ اور ۱۵ کے بارے میں مستغیث نے لاعلمی ظاہر کی ہے، لہذا ان کو دینی علم نہیں ہے، لہذا وہ کس طرح ملزم کے خلاف استغاثہ دائر کر سکتے ہیں؟ مگر وکیل صفائی نے خود مشیر شفیق کی جرح کے دوران یہ کہا ہے کہ مستغیث ایک عالم ہے۔

وکیل صفائی کا کہنا ہے کہ یہ کیس مستغیث اور ملزم کے مابین رقابت و دشمنی کا نتیجہ ہے، اور یہ کہ مستغیث ملزم کے خون کا پیاسا ہے، اس لئے ایف آئی آر ایک طے شدہ معاملہ ہے جو کہ بدنیتی کی وجہ سے دو ہفتے کی تاخیر سے درج کی گئی تھی جبکہ اجازت نامہ ۱۳/اپریل ۹۹ء کو مل گیا تھا، یہ درست ہے کہ اجازت نامہ ۱۳/اپریل ۹۹ء کو مل گیا تھا اور ایف آئی آر ۲/مئی ۹۹ء کو یعنی دو ہفتے کی تاخیر کے بعد درج کی گئی تھی لیکن فاضل وکیل صفائی نے مستغیث اور ملزم کے مابین دشمنی کی کوئی مثال بطور نمونہ پیش نہیں کی۔

ان حالات میں یہ ممکن ہے کہ چونکہ کیس کا تعلق دینی معاملات سے تھا لہذا ممکن ہے کہ پولیس اور انتظامیہ ایف آئی آر درج کرنے سے احتراز کر رہی ہو، وکیل صفائی کا کہنا یہ ہے کہ چونکہ ایسا کوئی واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوا اس لئے ضلع دادو کی انتظامیہ نے مدعی کی درخواست کو داخل دفتر کر دیا اور کوئی کیس درج نہیں کیا، مگر فاضل وکیل نے ایسا کوئی حکم کہ مدعی کی درخواست کو داخل دفتر کر دیا جائے، پیش نہیں کیا۔

اس کیس کا ایک اہم پہلو ویڈیو کیسٹ ہیں، یہ ویڈیو کیسٹ وکیل سرکار اور وکیل صفائی کی موجودگی میں کمرہ عدالت میں دیکھے گئے تھے اور اس دوران عدالت کے استفسار پر وکیل صفائی نے انکار نہیں کیا کہ تمام ویڈیو کیسٹ کا تعلق ریاض احمد گوہر شاہی (ملزم) سے ہے۔ ویڈیو کیسٹ زیر عنوان "ریاض احمد گوہر شاہی سے سوال و جواب" میں ملزم نے کہا ہے کہ برطانیہ اور امریکہ کے کمپیوٹر پر رپورٹ کے مطابق ملزم کی تصویر چاند پر نمودار ہوئی ہے، اور

ختم نبوۃ

اس نے حکومت سے کہا ہے کہ اگر وہ غلط ہو تو حکومت اس کے خلاف کارروائی کرے۔ لیکن کسی نے اس کے خلاف کارروائی نہ کی۔ اسی کیسٹ میں اس نے کہا کہ قرآن شریف کے ۴۰ سپارے ہیں۔ ملزم نے "الم" اور "الر" کے بارے میں کوئی جواب دینے سے اجتناب کیا۔ اسی کیسٹ میں حجر اسود میں اپنی تصویر کے بارے میں ملزم نے ایک سوال کے جواب میں کہا اگر حجر اسود کو الٹا کر کے دیکھا جائے تو ایک تصویر نظر آتی ہے اور یہ کہ وقت بتائے گا کہ یہ تصویر کس کی ہے اور یہ کہ اس کا کھوج کمپیوٹر کے ذریعے لگایا جائے، لیکن اس نے الزامات کا واضح اور صاف انکار نہیں کیا۔ آخری کیسٹ میں جبکہ ملزم امریکہ میں صوفی ازم کی تعلیم دے رہا ہے، خواتین اور مرد دائرے میں ایک قسم کا رقص کر رہے ہیں، مردوں نے عورتوں کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے تھے اور "اللہ، اللہ" کہہ رہے تھے جبکہ گوہر شاہی درمیان میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ کیسٹ کا یہ حصہ عدالتی گواہ شبیر احمد کے اس بیان کو جھٹلاتا ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ ملزم نے سخت پردہ کا حکم دیا ہے اور یہ کہ کوئی عورت بغیر پردہ اس کے سامنے حاضر نہیں ہو سکتی اور یہ کہ کوئی بھی عورت پردہ کے پیچھے سے کوئی مسئلہ پوچھ سکتی ہے، کیسٹ کے اس حصہ میں گٹار بھی بجتا ہوا سنایا گیا ہے۔

اپنی تصویر کے چاند اور حجر اسود میں نمودار ہونے کے بارے میں ملزم کے دعویٰ کا پچھلے تقریباً سو سال میں کسی شخص یا ادارے نے مذہبی ہو یا غیر مذہبی کبھی اظہار نہیں کیا۔ صرف ملزم ہی ایسا کر رہا ہے۔ لہذا ملزم کے اس دعویٰ نے یقینی طور پر مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ بلاشک و شبہ انسان چاند پر پہنچ گیا ہے مگر ملزم کا دعویٰ اس سے مختلف ہے، وہ اپنے آپ کو ایک بزرگ ہستی کی شکل میں پیش کر رہا ہے اور اپنے آپ کو اسلام کی عظیم شخصیتوں کے برابر کھڑا کر رہا ہے، جبکہ وہ کہتا ہے کہ وہ امام مہدی نہیں ہے، لہذا اس کی کوشش ہے کہ مسلمانوں کو ان کے طے شدہ اسلامی اصولوں سے بھٹکا دے، اس لئے مستغیث نے صحیح کہا ہے کہ اس کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ خصوصاً جبکہ اس (ملزم) نے اپنی پر تعیش موٹر کاروں کو حضور علیہ السلام کے گھوڑوں سے تشبیہ دی ہے، اور خصوصاً جبکہ وہ کہتا ہے کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی اور کیسٹ میں اس کے اپنے بیان کے بموجب حضور علیہ السلام اس کے قریب آئے۔ اس کیسٹ کے ذریعے حجر اسود میں تصویر نظر آنے کا الزام بھی پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے۔

جہاں تک اسٹیکر کا تعلق ہے جس پر "محمد رسول اللہ" کی جگہ "ریاض احمد گوہر شاہی" لکھا ہوا ہے، گواہ محمد ناصر شیخ نے کہا ہے کہ اس قسم کے اسٹیکر ملزم کے مدرسہ اور مسجد میں لگے ہوئے تھے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اسٹیکر ملزم کی تخلیق / پیداوار ہیں۔ خاص طور پر کیسٹ میں اس نے "الم" اور "الر" کے بارے میں جوابات دینے سے پہلو تہی کی ہے۔

گو کہ گواہ استغاثہ عبدالحفیظ عابد نے اعتراف کیا ہے کہ ملزم کے تردیدی بیان مختلف اخبارات میں شائع ہوئے ہیں مگر مندرجہ بالا کی موجودگی میں ان بیانات کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ فاضل وکیل صفائی نے کوشش کی ہے کہ یہ دکھایا جائے کہ کوئی ہنگامہ اور بلوہ وغیرہ نہیں ہوا، لہذا کوئی بھی مجروح نہیں ہوا، لہذا کیس جھوٹا ہے، مگر کم از کم اخبارات، استغاثہ کے گواہان عبدالحفیظ عابد اور محمد ناصر شیخ کے بیانات اور ویڈیو کیسٹ تو موجود ہیں۔

اسی طرح مدعی کے بیانات اور ملزم کے قابل اعتراض بیان پایہ ثبوت کو پہنچتے ہیں۔ کیس صرف اس لئے جھوٹا نہیں ہو سکتا کہ کوئی ہنگامہ اور بلوہ نہیں ہوا۔

وکیل صفائی نے اپنے دلائل میں کہا کہ یہ دو مذہبی گروہوں میں مذہبی تنازعہ کا معاملہ ہے، لہذا قانون اور آئین کے تحت اس کو اسلامی نظریاتی کونسل کو بھیج دیا جانا چاہئے۔ انہوں نے مجھے قانون یا آئین کی شق نہیں بتائی۔

وکیل صفائی نے استغاثہ کے گواہان عبدالحفیظ عابد اور محمد ناصر شیخ پر الزام عائد کیا ہے کہ انہوں نے ملزم سے کمپیوٹر کا مطالبہ کیا تھا اور ملزم کے انکار پر انہوں نے غلط خبر کو ملزم سے منسوب کر کے شائع کیا ہے، مگر یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ اخبارات نے، خصوصی طور پر وہ اخبارات جو کہ عدالتی گواہ شبیر احمد نے پیش کئے ہیں، جن میں ملزم نے تردیدی بیانات شائع کئے ہیں، کسی بھی جگہ گواہان عبدالحفیظ عابد اور محمد ناصر شیخ پر اس قسم کے الزامات عائد نہیں کئے ہیں۔ حالانکہ اخبارات جو کہ شبیر احمد نے پیش کئے ہیں شہادت میں قبول نہیں کئے گئے، جن میں سے کچھ فوٹو کاپی تھے، مگر ناقابل قبول دستاویزات کا بھی اس قسم کے موضوع پر موازنہ کے لئے نوٹس لیا جا سکتا ہے۔

وکیل صفائی کا کہنا ہے کہ یہ کیس ملزم اور مدعی کے مابین مذہبی چپقلش کا نتیجہ ہے لہذا جماعت اسلامی جو کہتی ہے کہ: "پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ" شیعہ جو کہتے ہیں کہ: "حضرت علی خدا ہیں" اور پیر پگارا کے پیروکار جو کہ "بھیج پگارہ" کا نعرہ لگاتے ہیں کے خلاف مقدمہ قائم نہیں کیا گیا، جبکہ مدعی نے جرح کے دوران یہ اعتراف کیا ہے کہ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کوئی بھی تعلیمات اسلام جیسا کہ حضور علیہ السلام نے بتائی ہیں، پر عمل کرے گا، اس کو بشارت اور زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو سکتی ہے۔

ختمِ نبوّت

اس نے یہ اعتراف بھی کیا ہے کہ بشارت / زیارت کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو ہدایت بھی دے سکتے ہیں، بجز ملزم کے چونکہ اس کا چال چلن قرآن اور سنت کی ہدایت کے مطابق نہیں ہے۔

میں مندرجہ بالا حصہ پر اس فیصلہ میں کوئی بحث نہیں کروں گا۔ اس کے علاوہ چاند اور حجر اسود میں تصویر نظر آنے کے الزام اور اسٹیکر میں "محمد رسول اللہ" کی جگہ "ریاض احمد گوہر شاہی" کے الفاظ جو کہ پایہ ثبوت کو پہنچ چکے ہیں، کے سوا کسی اور الزام پر بحث نہیں کروں گا۔ نعروں اور دیگر الزامات کے بارے میں میرا خیال ہے کہ کافی بحث / تحقیق کی ضرورت ہے جس کا نہ یہاں موقع ہے اور نہ وقت، اور دینی امور کے بارے میں ماہرین کی آراء کی بھی ضرورت ہے۔

آخر میں ضمانت کا حکم جو کہ عدالتی گواہ شبیر احمد نے پیش کیا ہے، کو اس لئے زیر غور نہیں لایا جارہا چونکہ یہ نقل ہے اور مقدمہ کی اصل کاپی نہیں ہے، بلکہ یہ حکم بھی جداگانہ حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس کا تعلق سٹی پولیس اسٹیشن حیدر آباد سے ہے اور ضمانتی حکم میں ایف آئی آر کے حقائق نہیں دیئے گئے۔

مندرجہ بالا کو مدنظر رکھتے ہوئے اور وکیل سرکار کی طرف سے جو عدالتی نظائر پیش کئے گئے، ملزم نے مندرجہ بالا اعمال جان بوجھ کر کئے تھے، اور یہ کہ استغاثہ کے ملزم کے خلاف نکتہ نمبر ۱ اور نکتہ نمبر ۲ پر اب یہ کیس پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے، میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ استغاثہ نے ملزم کے خلاف نکتہ نمبر ۱ کو پایہ ثبوت تک پہنچادیا ہے، جبکہ نکتہ نمبر ۲ پر میرا جواب اقرار میں ہے۔

نکتہ نمبر ۳:

نکات اول اور دوم پر مقدمہ بالا بحث کو مدنظر رکھتے ہوئے اور مدعی کی شہادت کے ساتھ ساتھ گواہان گلزار، اظفر، عبدالحفیظ اور محمد ناصر شیخ کی گواہی کی موجودگی میں یہ عیاں ہے کہ ملزم کے افعال سے توہین رسالت، توہین قرآن اور توہین حجر اسود اور وکیل صفائی کے استدلال کہ ہنگامے پھوٹ پڑنے چاہئے تھے، ملزم اپنے افعال کے ذریعے مذہبی منافرت پھیلانا چاہتا تھا اور چونکہ اندرین حالات مذہبی منافرت پھیلنے کا اندیشہ ہے، لہٰذا میرا جواب نکتہ نمبر ۳ پر بھی اقرار میں ہے۔

نکتہ نمبر ۴:

مندرجہ بالا شہادت از مدعی، گواہان استغاثہ گلزار، اظفر، عبدالحفیظ عابد، اور محمد ناصر شیخ سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ لوگوں میں مذہبی عدم تحفظ کا احساس پایا جاتا ہے، لہٰذا میرا جواب نکتہ ۴ پر بھی اقرار میں ہے۔

نکتہ نمبر ۵:

نکات نمبر ۱ تا ۴ پر میرے جوابات کو مدنظر رکھتے ہوئے، ملزم گوہر شاہی کو زیر دفعہ 295-A تعزیرات پاکستان مجرم قرار دیتے ہوئے ۱۰ سال قید اور پانچ ہزار روپے جرمانہ کی سزا اور عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں مزید ۲ سال قید کی سزا دی جاتی ہے۔

ملزم کو زیر دفعہ 295-B مجرم قرار دیتے ہوئے عمر قید کی سزا دی جاتی ہے، ملزم کو دفعہ 295-A کے تحت مجرم قرار دیتے ہوئے سزائے عمر قید اور پچاس ہزار روپے جرمانے کی سزا دی جاتی ہے۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں ملزم کو ۱۲ ماہ قید کی سزا دی جاتی ہے۔ ملزم کو زیر دفعہ 295-C موت کی سزا اس لئے نہیں دی جارہی کیونکہ عدالتی کارروائی اس کی غیر حاضری میں ہوئی ہے۔

ملزم کو زیر دفعہ ۸ / انسداد دہشت گردی ایکٹ جو کہ قابل سزا ہے، زیر دفعہ ۹ / انسداد دہشت گردی ایکٹ ۷ سال قید کی سزا اور پندرہ ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں مزید ۸ ماہ قید کی سزا دی جاتی ہے۔

ملزم کو زیر دفعہ ۶ (ب) انسداد دہشت گردی ایکٹ مجرم گردانتے ہوئے زیر دفعہ ۷، عمر قید اور پچاس ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں مجرم کو مزید ۱ ماہ قید کی سزا دی جاتی ہے۔ مجرم کی سزائیں علیحدہ علیحدہ ایک کے بعد ایک چلیں گی۔ مجرم مفرور ہے لہٰذا اس کے خلاف ناقابل ضمانت وارنٹ جاری کئے جائیں، اس فیصلہ کی ایک نقل ایس ایچ او ٹنڈو آدم کو ارسال کی جائے کہ وہ ملزم کو گرفتار کر کے سزا بھگتنے کے لئے سینٹرل جیل حیدر آباد کے حوالے کرے۔

دستخط

عبدالغفور میمن جج

11-3-2000

Phone: 7512251
AJ
عبداللہ جیولرز
ABDULLAH JEWELLERS
GOLD, SILVER BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
Shop No. 86, Kundan Street, Sarafa Bazar, Mithador Karachi.

ختم نبوۃ

ناموس رسالتؐ کا پروانہ

ابوالحسن منظور احمد شاہ آسی

غازی عبدالقیوم شہیدؒ

مسلمان کتنا ہی فاسق و فاجر کیوں نہ ہو لیکن جب ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کا معاملہ درپیش ہوتا ہے تو ہر بوڑھا جوان، مرد و عورت عشق رسالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ناموس رسالت کا تحفظ اپنی جان دے کر یا گستاخ رسول ﷺ کی جان لے کر کرتا ہے، دنیا میں ایسا کوئی قانون نہیں جو اس کو روک سکے، وہ تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے موت کو گلے لگالینا اپنے لئے باعث سعادت سمجھتا ہے بقول علامہ اقبال۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

ہزاروں واقعات تاریخ کے صفحات میں آج تک موجود ہیں، میں بھی ایک ایسا ہی واقعہ زیب قرطاس کر رہا ہوں جو مشہور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، غازی عبدالقیوم ہزاروی شہیدؒ کا ہے۔ یہ واقعہ حرف بحرف غازی عبدالقیوم صاحبؒ وکیل بیرسٹر سید محمد اسلام ایم اے کی زبانی پڑھئے تاکہ تسلسل برقرار رہے بیرسٹر صاحب لکھتے ہیں:

"یہ ان دنوں کی بات ہے جب شہر دھانند کی شدھی تحریک زوروں پر تھی اور بد زبان اور گستاخ ہندو ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر رکیک حملے کر رہے تھے۔ ۱۹۳۳ء کے اوائل میں آریہ سماج حیدر آباد (سندھ) کے سیکریٹری نتھورام نے ایک کتاب بعنوان: "ہسٹری آف اسلام" شائع کی۔ یہ پمفلٹ رنگیلا رسول ﷺ (معاذ اللہ) اور اس جیسی دیگر کتابوں سے ماخوذ مواد پر مشتمل تھا اور اس میں ناموس رسالت ﷺ پر اسی انداز سے حملے کئے گئے، جیسا کہ گزشتہ گیارہ سال سے آریہ سماج کر رہے تھے، صوبہ بمبئی ہندو اکثریت کا تھا لیکن سندھ کے تمام اضلاع میں مسلمانوں کی اکثریت تھی، مسلمان اکثریت میں ہونے کے باوجود ملازمت، تجارت، تعلیم اور اقتصادی شعبوں میں ہندوؤں سے پیچھے تھے تاہم وہ اپنے مذہب پر کسی حملے کو برداشت کرنے کے روادار نہ تھے۔ چنانچہ جونہی ناپاک کتابچہ بازار میں آیا عبدالمجید سندھی مرحوم، حاتم علوی اور دوسرے مسلمان لیڈر اٹھ کھڑے ہوئے نتھورام کے خلاف استغاثہ دائر کیا گیا، حیدر آباد کی عدالت نے کتابچہ ضبط کر لیا اور ملزم کو ایک سال قید سخت اور جرمانے کی سزا دی، یعنی وہ کھیل کھلا گیا جو راجپال کے مقدمے میں مسلمانوں نے دیکھا تھا، نتھورام نے عدالت میں اپیل دائر کر دی، ضمانت پر وہ پہلے ہی رہا ہو چکا تھا، مارچ ۱۹۳۴ء میں اپیل کی سماعت شروع ہوئی ہندو اور مسلمان بھاری تعداد میں کارروائی سننے آئے جن میں (بیرسٹر محمد اسلم صاحب) بھی شامل تھا۔ نتھورام اپنے ساتھیوں کے ہمراہ خوش گپیاں کرتا ہوا آیا اور عدالت میں ڈائس کے قریب پڑے ہوئے بنچ پر بیٹھ گیا، تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک مسلم نوجوان عدالت کے کمرے میں داخل ہوا، معذرت کرتے ہوئے نتھورام کو تھوڑا سا سرکایہ اور پھر اس کے قریب بیٹھ گیا، پونے بارہ بجے کا عمل تھا اور پندرہ منٹ بعد نتھورام کی اپیل کی سماعت شروع ہونے والی تھی، میں پہنچا تو بارہ بجنے میں چھ سات منٹ باقی تھے، عدالت کے برآمدے میں ایک دوست سے باتیں کرنے لگا، اچانک عدالت کے کمرے سے تیز تیز آوازیں آنے لگیں، جیسے کوئی نعرے لگا رہا ہو، ساتھ ہی بہت سے آدمی باہر کو بھاگے میں لپک کر کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ نتھورام کی آنتیں نکل پڑی ہیں اور وہ زمین پر پڑا موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہے، اس کی گدی سے خون کا فوارہ ابل رہا ہے، قریب ہی ایک مسلمان نوجوان ہاتھ میں بڑا سا خون آلود خنجر لئے کھڑا نظر آ رہا ہے، دو انگریز ججوں میں سے ایک جس کا نام لوسالون تھا، ڈائس سے اترا، مسلم نوجوان پر قہر آلود نگاہ ڈالی اور تحکمانہ انداز میں بولا:

"تو نے اس کو مار ڈالا؟"

"ہاں! اور کیا کرتا؟"

نوجوان نے بڑی بے باکی سے جواب دیا اور پھر کمرے میں آویزاں جارج پنجم کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

اگر یہ تمہارے بادشاہ کو گالیاں دیتا تو تم کیا کرتے؟ تم میں غیرت ہوتی تو کیا قتل نہ کر ڈالتے؟

پھر نہایت حقارت سے نتھورام کی لاش کی طرف انگلی اٹھاتے ہوئے کہا:

اس خنزیر کے بچے نے میرے آقا شہنشاہوں کے شہنشاہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تھی اور اس کی یہی سزا تھی، پھر بڑے اطمینان سے اپنی نشست پر بیٹھ گیا، اسی اثنا میں ایک انسپکٹر ریوالور تانے کمرہ عدالت میں داخل ہوا، آنکھیں چار ہوتے ہی غازی عبدالقیوم نے چھری پھینک دی اور کھڑا ہو گیا اور بڑی جوشیلی آواز میں کہا:

"ڈرئیے نہیں ریوالور ہولسٹر میں رکھ لیں

ختم نبوۃ

مجھے جو کچھ کرنا تھا الحمد للہ کر چکا ہوں۔"

سب انسپکٹر نے ریوالور والا ہاتھ نیچے کرلیا اور آگے بڑھ کر غازی صاحب کی کلائی پکڑلی ساتھ والے کانسٹیبل نے فوراً ہتھکڑی پہنادی، میرا دل جو نتھورام کی گندی کتاب سے مجروح ہوچکا تھا اس منظر کو دیکھ کر باغ باغ ہوگیا۔ غازی نے اپنا فرض ادا کردیا تھا میں نے اپنا فرض ادا کرنے کا فیصلہ کرلیا، میں نے غازی کے چچا کو تلاش کیا اور انہیں پیشکش کی کہ میں اس مقدمے کی پیروی مفت کروں گا، انہوں نے تشکر آمیز الفاظ کے ساتھ میری پیشکش قبول کرلی دوسرے روز میں غازی کے قانونی مشیر کی حیثیت سے ان سے ملنے جیل چلا گیا، اس سے پہلے بھی قتل کے ملزموں سے ضابطے کی ملاقاتیں کی تھیں اور ان کی صورتیں مجھے یاد ہیں مگر جو اطمینان اور سکون غازی عبدالقیوم کے بشرے سے ہویدا تھا وہ کسی اور چہرے پر نظر نہ آیا، جب میں نے بتایا کہ میں آپ کا مقدمہ لڑوں گا تو وہ مرد مجاہد پکار اٹھا:

"آپ جو چاہیں کریں مگر مجھ سے انکار قتل نہ کروائیں اس سے میرے جذبہ جہاد کو ٹھیس پہنچے گی۔"

میں نے نوجوان غازی کو تشفی دی اور کہا:

"بے شک آپ اقرار کریں اور میں اس اقبال کے ذریعے انشاء اللہ آپ کو پھانسی سے اتار لوں گا، مگر میری اس تشفی پر انہوں نے خوشی کا اظہار نہ کیا۔"

میں نے دوچار باتیں اور کیں اور ایک کاغذ پر دستخط کرواکے لوٹ آیا:

ہندو پیروکاری کی بوالعجبی ملاحظہ ہو، اینگلو انڈین قانون کا ضابطہ اپنی مخصوص اور روایتی چال کے بجائے اتنی تیزی سے حرکت میں آیا کہ مہینوں کا کام گھنٹوں میں طے ہونے لگا، پہلی رپورٹ کے بعد تفتیش چالان وغیرہ سب کچھ دو ہی دن میں ہوگیا اور مقدمہ قتل عمد سماعت کے لئے ابتدائی عدالت میں پہنچ گیا جب میں گواہان صفائی کی فہرست پیش کی تو اسے پڑھ کر مجسٹریٹ بہادر چونک اٹھے، میں نے دوسرے گواہوں کے علاوہ مولانا ظفر علی خان مرحوم، خواجہ حسن نظامی مرحوم، علامہ محمد اقبال صاحب مرحوم، مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم، مولانا شوکت علی مرحوم اور مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ کے علاوہ علمائے فرنگی محل کے متعدد مقتدر علماً کرام کو طلب کیا۔ عدالت نے اعتراض کیا کہ یہ گواہ مقدمے سے غیر متعلق ہیں، اس لئے نہیں بلائے جاسکتے۔ میں نے جواب دیا کہ جس جذبے کے تحت استغاثہ مجھے قاتل قرار دیتا ہے اس جذبے کی نفسیاتی ترجمانی یہی حضرات کرسکتے ہیں، ظاہر ہے کہ میری یہ دلیل جج کے فہم سے بالاتر تھی چنانچہ اس نے میری درخواست خارج کردی، میں نے فوراً جوڈیشنل کمشنر کراچی میں اپیل دائر کردی، جس کے دو جج لوسا اون اور فیرس وقوعہ کے چشم دید گواہ تھے۔ اپیل دائر کرنے کے ساتھ ساتھ میں نے ان ججوں کے اختیار سماعت پر بھی قانونی اعتراض کردیا، کراچی جوڈیشنل میں اس وقت چار جج تھے دو چھوٹے اور دو بڑے، ان میں سے تین اس درخواست کی سماعت کے اہل نہ تھے۔ چنانچہ عدالت عالیہ کے ججوں نے ایک جج مسٹر لوبو کو طلب کرکے بنچ ترتیب دے دیا، اپیل کی سماعت ہوئی اور بنچ نے بھی فیصلہ یہی دیا کہ ان غیر متعلق گواہوں کو بلانے کی کوئی گنجائش نہیں۔ گویا اپیل خارج ہوگئی دو تین روز بعد مقدمہ سیشن جج کراچی کی عدالت میں آگیا، مقدمے کی اہمیت کے پیش نظر عدالت نے اسے "جیوری ٹرائل" قرار دیا، جیوری نو افراد پر مشتمل تھی، جن میں چھ انگریز ایک پارسی دو عیسائی یہ سب کے سب اچھی شہرت معقول سوجھ بوجھ کے مالک اور باعزت شہری تھے۔

قتل کے عام مقدموں کے برعکس اس مقدمے کا کام بہت مختصر اور سیدھا سادھا تھا، صفائی کا تو گویا تھا ہی نہیں سارا دارومدار قانونی بحث پر تھا، ثبوت میں اول تو خود عدالت عالیہ کے دو انگریز جج تھے، دوسرا غازی عبدالقیوم نے اپنے اقبالی بیان میں تسلیم کرلیا تھا کہ:

"میں نے جونا مارکیٹ کی مسجد میں پیش امام کی زبانی نتھورام کے فحش پمفلٹ کے مندرجات سنے، اور یہ معلوم ہوا کہ کل اس کی پیشی ہے اور اپیل کی سماعت کے لئے عدالت میں حاضری ہے، چنانچہ اگلے روز میں نے اپنا کاروبار چھوڑا بازار سے ایک بڑا خنجر خریدا، اسے تیز کیا اور سماعت سے پہلے ہی عدالت میں پہنچ گیا، ایک نامعلوم شخص کے ذریعہ نتھورام کو شناخت کیا اور پھر اس کے قریب ہی جا بیٹھا، میں نے اس کو کنکھیوں سے دیکھا یکایک میرے سینے میں غیظ و غضب کا طوفان امڈ آیا، میں آپے سے باہر ہوگیا، اپنی نشست سے اٹھا شلوار کے نیفے میں چھپایا ہوا خنجر نکالا اور چشم زدن میں نتھورام کے پیٹ میں گھونپ دیا، اس کی آنتیں نکل آئیں اور وہ منہ کے بل گرپڑا، دوسرا وار اس کی گدی پر کیا، یہ ضرب پہلی سے زیادہ کاری ثابت ہوئی خون کا فوارہ پھوٹ نکلا اور چند ہی سیکنڈ میں اس کا قصہ تمام ہوگیا۔"

اس اقبالی بیان کی تائید میں ضابطے کے بیانات ہوئے۔ استغاثے کے چشم دید گواہ (عدالت کے دو جج) پیش ہوئے، جہاں تک واقعاتی پہلو کا تعلق تھا، بچاؤ کی کوئی گنجائش نہ تھی، بس جذبے اور ارادے والی بات رہ جاتی تھی مگر غازی موصوف کے اقبالی بیان سے صاف ظاہر تھا کہ اس نے یہ اقدام ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچ سمجھ کر کیا تھا۔ اس میں فوری اشتعال اور فوری عمل کا کوئی ہاتھ نہ تھا، تاہم میں نے کیس کو تقریباً انہی خطوط پر سمجھ کر کیا تھا اور قانون سے زیادہ

نفسیات انسانی اور تاریخ سے بحث کی، جیوری اور جج کے سامنے میں نے جو بحث کی وہ شاید برطانوی ہند میں اپنی نوعیت کی واحد اور منفرد بحث تھی۔

جس روز بحث ہونا تھی میں نے قانونی پلندوں کے بجائے قرآن عزیز کا ایک نسخہ لے کر عدالت میں پیش ہوا جج اور جیوری میرے ہاتھ میں قرآن پاک کو دیکھ کر متحیر رہ گئے عام وکلا سے ہٹ کر میں نے بلند آواز میں بحث کا آغاز کیا اور کہا:

"حضور والا! و معزز صاحبان جیوری! مجھے مقدمے کے واقعے کے بارے میں کچھ نہیں کہنا کیونکہ جہاں تک وقوعے کا تعلق ہے وہ ثابت ہو چکا ہے۔ مجھے صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ میرا یہ اقدام اس قانون پر مبنی تھا اور یہ آئین جو آج چین کی سرحد سے لے کر مراکش تک جاری و ساری ہے جسے کئی حکومتیں اپنے پینل کوڈ کے طور پر استعمال کر رہی ہیں ہمارے کلچر اور تہذیب کی بنیاد ہے، میں جانتا ہوں عدالت اس کوڈ سے انکار کر کے اس کے تقدس کو ٹھیس پہنچائے گی۔ لہٰذا میں اسے کھول کر نہیں دکھاؤں گا لیکن مجھے جو کچھ کہنا ہے، اسی کے سہارے کہوں گا۔ اس میں بار بار مذہبی پیشواؤں کو برا کہنے کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔ مجھے عرض یہ کرنا ہے کہ یہ اپنی نوعیت کا پہلا حادثہ نہیں گزشتہ چند سال میں ایسی متعدد وارداتیں ہو چکی ہیں۔ خصوصاً دلی، لاہور میں بالکل اسی نوعیت کے دو قتل ہو چکے ہیں۔"

حضور والا! صاحبان جیوری! ہر شخص جانتا ہے کہ فطرت انسانی دوسرے کی بدزبانی برداشت نہیں کر سکتی، اس نفسیاتی طور پر جواب اور انتقام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس کے نتیجے میں انسان اپنی استطاعت کے مطابق زبان، قلم یا ڈنڈے سے کام لے کر اپنی انا کی تسکین کرتا ہے اگر گزشتہ واقعات کے فوراً بعد قانون اس قسم کی حرکتوں کے انسداد کے لئے کوئی مؤثر کارروائی کرتا تو نتھورام کی واردات قتل ہرگز ہونے نہ پاتی۔ مسلمان ایک عرصہ سے ہندو اکثریت اور برطانوی حکومت کو سمجھا رہا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جذبات اور حیات اور حیات کی شہ رگ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں انتہائی حساس واقع ہوا کہ معمولی گستاخی پر بھی اپنا دماغی توازن کھو بیٹھتا ہے۔ دوسرے کی جان تو ایک طرف وہ خود اپنی جان کی کوئی قیمت نہیں سمجھتا، لیکن نہ ہندو اکثریت نے اس طرف دھیان دیا، نہ برطانوی حکومت کے کانوں پر جوں رینگی نتیجہ ظاہر ہے۔ ماہر نفسیات ہونے کی حیثیت سے میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر اس مسئلے کی طرف توجہ نہ دی گئی تو ایسے ہولناک واقعات آئندہ بھی ہوتے رہیں گے، انہیں نہ ہندو اکثریت روک سکے گی اور نہ تعزیرات ہند کی کوئی دفعہ۔

اس مرحلے پر جج نے مداخلت کی ہاتھ کے اشارے سے مجھے روکا اور پہلو بدلتے ہوئے بولا:

"فاضل جیورسٹ اپنی بحث میں فرقہ وارانہ منافرت کو ابھار رہے ہیں؟"

حضور والا! میں نے جج کو مخاطب کرتے ہوئے جواب دیا:

منافرت کا سرچشمہ اور مخرج جہاں ہے دراصل وہیں سے نفرت کے جذبات ابھر رہے ہیں، میں تو مقتول نتھورام کی کتاب "تاریخ اسلام" ابھارے ہوئے جذبہ منافرت کے عوامل و نتائج پر تقریر کر رہا تھا، میں پھر عرض کرتا ہوں اس ضمن میں مسلمانوں کے اعصاب توازن برقرار رکھنے سے قاصر ہیں، اس لئے نہ وہ تعزیرات ہند سے گھبرائے گا نہ پھانسی کے پھندے سے ڈرے گا۔ حتیٰ کہ چین سے مراکش تک پھیلے ہوئے مسلمانوں کا بچہ بچہ اس فتنے کا سر کچلنے کے لئے میدان میں آجائے گا میں چاہتا ہوں کہ ایسی صورت سے دوچار ہونے والے مسلمانوں کا سوچ سمجھ کر اٹھایا ہوا قدم بھی فوری اشتعال کی تعریف میں آنا چاہئے، اس مرحلے پر میں نے قرآن کو بلند کرتے ہوئے کہا:

حضور والا! جو کچھ میں نے کیا ہے اس قانون کی رو سے اپنا فرض سمجھ کر کیا ہے جس کے ساتھ چودہ سو برس سے میں نے پیمان وفا باندھ رکھا ہے، جن خطوط پر پشت ہائے پشت سے میرا تربیتی ماحول تشکیل ہوتا چلا آرہا ہے، میں نے اپنی دانست میں قانون کو نہیں انصاف کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے، میرے اس اقدام میں شدید اور فوری غیظ کی عمل فرمائی تو ضرور ہے مگر قاتل کے جذبہ کا کوئی شائبہ دور تک نہیں ہے، پھر سب سے زیادہ معصوم جذبہ اس عہد کی پاسداری ہے جس پر میرے ایمان کی بنیاد ہے اور یہی چیز مجھے بے قصور اور سزا سے بری قرار دے سکتی ہے۔

جج میری تقریر پر بہت جزبز ہوا، شاید منطقی بحث اس کے مزاج کے لئے قابل قبول نہ تھی، مگر میرے پاس بھی اپنے دفاع کو مستحکم کرنے کے لئے کوئی دلیل نہ تھی۔ اس نے "عہد کی پاسداری" کے الفاظ دہرائے اور بڑبڑاتے ہوئے کہا:

"تم اپنے فہم و تدبر اور سطح سے نیچے بات کر رہے ہو، تمہارے جیسے فاضل مقنن سے اس کی توقع نہ تھی۔"

مجھے وکیل کی جبلت کے برعکس تاؤ آگیا میں نے پینترا بدلا اور کہا:

"حضور والا! یوں سمجھ لیجئے کچھ اس قسم کے عہد کی پاسداری نہ کرنے پر ۴/ اگست ۱۹۱۴ء کو ہمارے شہنشاہ جارج پنجم نے ایک چھوٹے سے ملک کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تھا۔ عظیم برطانیہ کو اس جنگ میں سب سے بڑے رکن کی صورت میں شامل ہونا پڑا ایک چھوٹے سے عہد کی خلاف ورزی کی صورت میں وہ خونریزی ہوئی کہ لاکھوں بچے یتیم

ہو گئے، لاکھوں عورتیں اپنے سہاگ لٹا بیٹھیں، دنیا کا جغرافیہ کچھ سے کچھ ہو گیا، میں نے جس عہد کا ذکر کیا ہے اس میں آج پچاس کروڑ مسلمان جکڑے ہوئے ہیں جو اسی قانون، دفعہ، پھانسی کے پھندے یا تلوار کے گھاؤ کے ڈر سے اس عہد سے روگردانی نہیں کر سکتے، لہذا جہاں تک "ناموس محمد صلی اللہ علیہ وسلم" کا سوال ہے مسلمانوں کا روؤاں روؤاں عبدالقیوم ہے، بس میری عرض ہے کہ ایک ایسے معصوم انسان کو جو ذہنی اور تربیتی طور بلا شک وشبہ کی رسی میں جکڑا ہوا ہے جو ایک ان پڑھ دیہاتی نوجوان ہے اور اپنی افتاد طبع کے مطابق فوری اشتعال کے تحت اس فعل کا مرتکب ہوا جس کو آج بھی وہ اپنا فرض عین سمجھ رہا ہے۔ اسے کسی سزا کا مستوجب نہیں ہونا چاہئے اور اگر عدالت یہ سمجھتی ہے کہ وہ اپنی حدود سے تجاوز کر گیا ہے تو تھوڑی بہت قید بامشقت سے زیادہ کی نہیں دی جانی چاہئے۔ آپ کی عدالت جنسی رقابت کے معاملے میں رقیب کو دن دہاڑے قتل کرنے والے اقبالی مجرم کو بری کر سکتی ہے اور اراضی کے قبضے اور بے دخلی کے سلسلے میں مالک کو ہلاک کرنے والے مزارع کے لئے چار چھ سال کی سزا کافی سمجھتی ہے تو عبدالقیوم کے معاملے میں کیوں نرمی سے کام نہیں لے سکتی؟ عدالت نے بحث سننے کے بعد اسی دن فیصلے کی تاریخ کا اعلان کر دیا، مقررہ تاریخ پر دفتری اوقات شروع ہونے سے پہلے ہندو اور مسلمانوں کا ہجوم عدالت کے باہر جمع ہو گیا، کراچی کے علاوہ حیدر آباد، ٹھٹھہ، نوابشاہ، بہاولپور اور سرحد تک سے لوگ کشاں کشاں آئے تھے نظم ونسق کے لئے پولیس کی بھاری تعداد موجود تھی۔ مشہور ہندو لیڈر، وکیل، صحافی آئے ہوئے تھے، مسلم اکابرین میں سے متعدد اصحاب تشریف لائے تھے، ہندو مسلمان سب امید وبیم میں تھے، البتہ جن مسلم اصحاب کو خفیہ ذرائع سے معلوم ہو گیا تھا کہ جیوری کی اکثریت سزائے موت کے بجائے حبس دوام کے حق میں ہے وہ اسی کو غنیمت جان کر قدرے مطمئن تھے، میں وکیلوں کی صف میں بیٹھا یہ سب نقشہ دیکھ رہا تھا، اضطراب اور بے چینی کی کیفیت طاری تھی، اچانک ڈائس پر جج نمودار ہوا، میرا دل دھک دھک کرنے لگا، میں نے قبل ازیں قتل کے کئی مقدمات کی پیروی کی تھی، جن میں سے بعض کو پھانسی ہوئی بعض رہا ہوئے مگر دل کی یہ کیفیت پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ تقریباً دو منٹ موت کی خاموشی طاری رہی پھر جج کے اشارے پر پیش کار نے چپڑاسی سے کہا ملزم کو حاضر کیا جائے۔ غازی بیڑیاں پہنے سر اٹھائے سنگین بردار محافظوں کے حلقے میں عدالت کے کٹہرے میں آکھڑا ہوا، پھر ایک مہیب سناٹا چھا گیا، جج نے فائل الٹ پلٹ کر دیکھی اور ریڈر سے کچھ سرگوشی کی، اس نے ایک کاغذ کی طرف اشارہ کیا، جج نے وہی کاغذ اٹھایا اور دھیمی آواز میں پڑھ کر سنایا:

"عبدالقیوم! تمہیں موت کی سزا دی جاتی ہے۔"

غازی عبدالقیوم شہید کے منہ سے بے ساختہ نکلا: الحمد للہ! پھر کچھ سنبھلا اور تن کر کھڑا ہو گیا، دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا قد ایک فٹ اونچا ہو گیا ہے۔ آنکھوں میں عجیب سی چمک ابھر آئی، جس میں بے پایاں مسرت ملی ہوئی تھی، اس کے لب ہلے حاضرین نے سنا وہ کہہ رہا تھا:

"جج صاحب میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں، میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اس سزا کا مستحق سمجھا، یہ ایک جان کیا چیز ہے میرے پاس لاکھوں جانیں ہوتیں تو وہ بھی ایک ایک کر کے اسی طرح اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر وار دیتا۔ اللہ اکبر! یہ نعرہ مستانہ اس زور سے گونجا کہ اس کی گونج کمرۂ عدالت، گیلری، برآمدے اور باہر والوں نے بھی سنی، وہ سمجھے عبدالقیوم بری ہو گیا۔"

آگے المیہ بڑا ہی دردناک اور سنگین ہے۔ عبدالقیوم تو حکم سن کر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوا جیل کو چلا گیا اور مجھے حکومت نے پروفیشنل مس کنڈکٹ کا نوٹس دے دیا، جس میں حدود قانون سے متجاوز ہو کر بحث کرنے کا الزام تھا، میں نے دوسری عدالت میں اس الزام کو غلط اور بے بنیاد ثابت کر کے پہلی عدالت کی جہالت پر مہر ثبت کی۔ چند روز بعد میں نے مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب اور مولانا عبدالعزیز صاحب پر مشتمل وفد اپنے استاد علامہ اقبال مرحوم کی خدمت میں سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کرانے کے لئے وائسرائے تک سفارش پہنچائیں۔ علامہ اقبال مرحوم نے چند ثانیے سوچنے کے بعد پوچھا کیوں؟ کیا عبدالقیوم کمزور پڑ گیا ہے؟ جواب ملا نہیں۔ پھر علامہ اقبال مرحوم نے خودی کی تفسیر ان الفاظ میں بیان فرمائی۔

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمان غیور
موت کیا شئے ہے فقط عالم معنی کا سفر
ان شہیدوں کی دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ
قدر وقیمت میں ہے خون جن کا حرم سے بڑھ کر
آہ! اے مرد مسلمان تجھے کیا یاد نہیں
حرف لا تدع مع اللہ الٰہ آخر

دوسری طرف گورنر بمبئی کے نام رقم کی عرضداشت بھیج دی، اس کا جواب ملا: درخواست زیر غور ہے، دو ہفتے تک نتیجے سے مطلع کر دیا جائے گا۔ گورنر کا جواب ملے تیسرا روز تھا کہ صبح کے وقت میں اپنے دفتر میں سنا کہ رات کو عبدالقیوم کو پھانسی دے دی گئی، میں مولانا عبدالعزیز صاحب کو لے کر جیل پہنچا تو پرائیویٹ ذریعہ سے پتہ چلا کہ صبح اذان کے وقت غازی کے لواحقین کو ان کی جائے قیام پر جگا کر بتایا گیا کہ عبدالقیوم کی لاش کو پولیس سرکاری گاڑی میں رکھ کر میوہ شاہ قبرستان میں لے گئی، جنازہ

تیار ہے منہ دیکھنا ہے تو جلد چلو، ہم لوگ جیل سے قبرستان پہنچے تو معلوم ہوا کہ میت قبر میں اتاری جاچکی تھی۔ مسلمانوں کا جم غفیر وہاں پہنچ گیا اور اس نے مٹی نہ ڈالنے دی، ایک جوشیلا کارکن قلندر خان قبر میں کود گیا اور میت کو لحد سے نکالا چارپائی کفن وغیرہ کا بندوبست پہلے سے ہوچکا تھا، فوراً لاش کو کفنایا اور جنازہ لے کر روانہ ہوگئے، یہ خبر آگ کی طرح پورے شہر میں پھیل گئی، کراچی مسلم اکثریت کا شہر تھا اور صبح کا وقت دیکھتے دیکھتے ہی دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے باوجود دس ہزار مسلمان جمع ہوگئے، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے فوراً فوج طلب کرلی ہم اس عرصہ راستہ کاٹ کر چاکیواڑہ کے قریب ایک تنگ گلی سے گزر کر جنازہ کے قریب پہنچ گئے۔ بے پناہ ہجوم تھا کندھا دینے والوں میں قلندر خان خاصا نمایاں نظر آرہا تھا۔ اچانک ہجوم کا ریلا اور پھر بد مہ والی تنگ گلی سے تڑتڑ کی آواز گونجی نظر اٹھا کر آگے کا جائزہ لیا تو قلندر خان کے بدن سے خون کا فوارا چھلتے دیکھا، اس کے باوجود لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ جنازہ کو کندھا دیئے جارہا تھا، چند منٹ بعد وہ زخموں سے نڈھال ہوکر گر پڑا اتنے میں پھر گولیوں کی بوچھاڑ آئی، ہم لوگ بھاگ کر موٹر تک آئے اور موٹر میں بیٹھ کر راہ فرار اختیار کی۔ نہتے اور پرامن جلوس پر گوروں نے بے تحاشا فائرنگ کی، سینکڑوں مسلمان شہید اور ہزاروں مجروح ہوگئے۔ اندھا دھند فائرنگ کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ مکانوں، جھونپڑیوں میں بیٹھے ہوئے بچے بوڑھے اور عورتیں بھی اس کا نشانہ بن گئیں۔ حالات قدرے پرسکون ہوئے تو میں مولانا عبدالخالق، مولانا عبدالعزیز صاحب، حاتم علوی زخمیوں کی عیادت کے لئے ہسپتال کے اردگرد پولیس کی بھاری تعداد اور کچھ فوج بھی موجود تھی، ہم کسی نہ کسی طرح شہیدوں اور زخمیوں تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے، جہاں تک میری یادداشت کا تعلق ہے میں نے ایک سو چھ لاشیں گنیں اور بعد میں ان کی تعداد ۱۲۰ ہوگئی، سسکتے، کراہتے اور چیختے ہوئے زخمی الگ بڑی تعداد میں ایسے زخمیوں کی تھی جن کے ہاتھ پاؤں کی ہڈیوں کے ٹکڑے اڑ گئے تھے۔ حادثہ اتنا مہیب تھا کہ بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں ملتے، پھر صبح کے وقت جب جوانوں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں کے ہاتھ پاؤں سے بھری ہوئی ایک وین سول ہسپتال سے نکلی تو بے اختیار میری چیخ نکل گئی بلکہ کئی دن تک حواس باختہ ہوئے۔ خواب و خور حرام ہوگیا بے شمار لاشیں ان کے وارثوں نے پولیس میں رپٹ دیئے بغیر چپکے سے دفن کیں۔ اتفاق سے ان دنوں دہلی میں مرکزی اسمبلی کا اجلاس ہورہا تھا ہم نے وائسرائے کے نام ایک تار دیا، ساتھ ہی ایک قاصد بذریعہ ریل قائداعظم کے پاس روانہ کیا۔ کراچی میں ہم نے مسلم ریلیف کمیٹی قائم کی جس کی امداد کے لئے دہلی اور لاہور دونوں نے چندے دیئے، ادھر قائداعظم نے اسمبلی میں آواز بلند کی، پھر تو ہماری آواز برٹش پارلیمنٹ کے ایوانوں میں گونجی، سرونسٹن چرچل تک نے اظہار تاسف کیا۔ شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے کی ایمان پرور داستان تاریخ عالم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ثبت ہوگئی۔

(بحوالہ مجاہدین ہزارہ ص ۱۷۸)

عالم الغیب کے علاوہ اس بھید کو کون جانتا تھا کہ آج جو غریب ماں کی کوکھ سے جنم لے رہا ہے، صرف گوشت پوست کا لوتھڑا ہی نہیں بلکہ مستقبل میں خداوند قدوس اس سے ایک خاص کام لیں گے جو نتھورام جیسے بدزبان اور گستاخ رسول ﷺ کو اپنے انجام تک پہنچائے گا کہ رہتی دنیا تک وہ یادگار بن جائے گا، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تاریخ جن شخصیات کو اپنی تکمیل کے لئے چنا کرتی ہے ضروری نہیں کہ وہ کسی اعلیٰ خاندان میں پیدا ہوں، ماضی میں ذرا پیچھے چلے جائیں تو جھونپڑوں میں پیدا ہونے والوں نے بھی وہ کارنامے سرانجام دیئے ہیں کہ رہتی دنیا بھی انگشت بدنداں ہے۔ صبح نور پیدا ہونے والے اس بچے کا نام ماں باپ نے عبدالقیوم رکھا، یہ شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا پروانہ ضلع ہریپور کے مشہور شہر "غازی" میں پیدا ہوا جس نے بالآخر غازی اور شہید کا روپ دھارنا تھا، ہزارہ جو کبھی ضلع تھا اب ڈویژن ہے، دوسرے علاقوں سے اب بھی پسماندہ ہے۔ غازی عبدالقیوم صاحب کے والدین انتہائی غریب تھے، اس دور میں بھی باشندگان ہزارہ تلاش معاش کے لئے کراچی کا رخ کرتے تھے، جس کی ریت آج بھی جاری ہے۔ غازی صاحب بھی تلاش روزگار میں کراچی چلا گیا اور گھوڑا گاڑی چلانے پر نوکر ہوگیا کچھ عرصہ بعد اپنے والدین اور عزیز و اقارب کو بھی اس نے کراچی بلا لیا، اس کی والدہ اس وقت زندہ تھی غازی کی ایک بیوہ بہن تھی اور ایک چچا تھے۔ نتھورام کو جہنم واصل کرنے سے قبل دس بارہ دن پہلے شادی ہوئی تھی، صبح و شام محنت و مزدوری کرتا جو دال دلیا ہوتا گھر لے آتے۔ قریب ہی محلہ کی مسجد تھی جس کے امام صاحب کے پاس غازی کا آنا جانا تھا، صبح و شام کی نماز اسی مسجد میں پڑھا کرتے تھے، امام صاحب نے اپنے درس میں نتھورام کی کتاب کا ذکر کیا اور جو خرافات اس میں درج تھیں، وہ بھی انہوں نے بتائیں۔ غیرت ایمانی سے غازی صاحب کی رگ حمیت پھڑک اٹھی غازی عبدالقیوم شہید صاحب مسجد میں ہی فیصلہ کیا کہ میں اس گستاخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہنم رسید کروں گا۔ شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے ایک ہی جست میں عرفان و عمل کی تمام منزلیں طے کرلیں جن کی طرف بڑھتے ہوئے ملائکہ کے بھی پر جلتے ہیں اور ملائکہ ورطہ حیرت میں پڑ جاتے ہیں۔ بقول شاعر

من از سر تو جلوہ وہم دارو رسن را
عمر ہست کہ آوازۂ منصور کہن شد

تحریر: فیصل اقدس غزالی
ترجمہ: صاحب عالم اعظمی ندوی

یورپ میں قبول اسلام کا بڑھتا ہوا رجحان

یورپ میں قبول اسلام کا رجحان بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے اور لوگ کثرت سے حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں جس کا بین ثبوت حال میں فرانس کے ایک لاکھ فرانسیسی قوم کے لوگوں کا قبول اسلام ہے، اس کا انکشاف آکسفورڈ یونیورسٹی کے مشہور اسکالر عبدالکریم مرلو نے کیا ہے جو یورپ میں اسلامیات کے ماہر خیال کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے اسلام کے موضوع پر بہت ساری کتابوں اور دوسری زبانوں کے جرائد کا ترجمہ فرنچ زبان میں کیا ہے جو مغربی یونیورسٹیوں کے ذہین لوگوں کے لئے بیش بہا سرمایہ ہیں۔

بوسنیائی وزیر تعلیم ڈاکٹر انس کیرٹیچ (Dr. Anas Karatich) کے ساتھ سوال و جواب (جو سوال و جواب ایک بوسنین جنرل لیلیان (Lailayan) میں سراجیوں (Sarajevo) سے شائع ہو چکا ہے) میں انہوں نے کہا کہ مذکورہ بالا خبریں یورپ و مسلم دنیا کے مابین تعلقات استوار کرنے کے لئے راہ ہموار کرتی ہیں۔ مرلو کے مطابق فرانسیسی صحافی حالیہ سالوں کے درمیان مغربی سماج میں عیسائیت کو چھوڑ کر دوسرے مذاہب کو قبول کرنے والوں پر ایک کتاب ترتیب دے رہے ہیں۔ ان صحافیوں کے تحقیقی جائزے کے مطابق حالیہ سالوں میں سب سے زیادہ جس مذہب کی مقبولیت میں اضافہ ہوا ہے وہ مذہب اسلام ہے، اور بدھ مذہب کے ماننے والے لوگوں نے سب سے زیادہ اسلام قبول کیا ہے، انہی صحافیوں کے اعداد و شمار کے مطابق ایک لاکھ فرانسیسی قوم کے لوگوں نے حال میں ہی اسلام قبول کیا ہے۔ آکسفورڈ اسکالر نے مزید بتایا کہ خود انگلینڈ میں ایک کثیر تعداد ایسی موجود ہے جو اسلام لا چکی ہے مگر ان کے اسلام لانے کے بارے میں کسی کو بھی صحیح پتہ نہیں کیونکہ ان سے اکثر لوگوں نے انگریزی سماج کے رسم و رواج کی وجہ سے اپنے قبول اسلام کو چھپا رکھا ہے، جو انگریزی سماج اب بھی اسلام قبول کرنے والوں کو خطرناک و ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے، مثال کے طور پر میں خود آکسفورڈ یونیورسٹی کے ایک پروفیسر اور ان کی اہلیہ کے قبول اسلام کے بارے میں پچھلے تیس سالوں سے جانتا ہوں لیکن ان کے قریبی دوست و احباب ابھی تک اس بات سے ناواقف ہیں۔ اس کے علاوہ برطانیہ میں دانشوروں کی ایک کثیر تعداد ایسی بھی گزری ہے جن کے قبول اسلام کو لوگوں نے ان کی موت کے بعد جانا۔

لیکن یہاں فرانس کی صورتحال دوسری ہے۔ فرانس ہی کے ایک مشہور فلاسفر نے علی الاعلان اسلام قبول کیا اور ان رجعت پسندوں کے خلاف (جو مسلم نو آبادیوں کے خلاف سخت دشمن جانے جاتے تھے) سخت بیان جاری کرائے جن کے بیانوں نے نرم رویے و سمجھوتے کی راہ ہموار کی۔

اسلام کے متعلق مغرب کے اکیڈمی حلقوں کے تاثرات کے متعلق مرلو نے بتایا کہ یوروپین یونیورسٹیوں میں اسلامک اسٹڈیز کے ڈپارٹمنٹ دوسرے ڈپارٹمنٹ سے مختلف ہیں، وہ اس طرح کہ اسلامی مضامین کی تعلیم دینے والے ٹیچروں کی اکثریت غیر مسلم ہے، بعض اوقات یہ لوگ اسلام کے خلاف تعصبانہ رویہ و ناروا امتیاز برتتے ہیں، لیکن جب یہ لوگ عیسائیت و یہودیت اور دوسرے مذاہب پڑھاتے ہیں تو ہم لوگ فی الجملہ مختلف طرز عمل کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

مرلو نے مزید بتایا کہ بہت سارے مسلم اسکالروں کو مذہب اسلام سے جڑے ہونے پر ان کو ملازمتوں سے نکال دیا گیا۔ دراصل مغربی ایجنسیوں کو یہ یقین ہے کہ مسلم اساتذہ اسلامی مضامین کو پڑھانے کے لئے موزوں نہیں ہیں۔ یہ تعصب صرف اسلام کے ساتھ رائج ہے یہودی اور عیسائی اور دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے خلاف کبھی بھی اس تعصب کا مشاہدہ نہیں کیا گیا۔

اکیڈمی سیکشن میں مسلم اساتذہ کی اکثریت کی وجہ سے اکیڈمی پیدائشی مسلمانوں کے بجائے نو مسلموں کا تقرر کرتی ہے جو ایک خطرناک صورتحال ہے کیونکہ اسلامک اسٹڈیز (جس کو ابھی تک گیٹو (GHETTO) اکیڈمی اقلیت کے لئے پاس کرتی ہے) پچھلے کئی سالوں سے ہی مذہب و سیاست سے متاثر ہو چکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلم دانشوروں کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے، جب وہ یونیورسٹیوں میں تعلیم دے رہے ہوں تو تجربات و بحث و مباحثے کے دوران نمایاں کردار ادا کریں۔

مرلو یہ نہیں مانتے کہ یہاں مشرق و مغرب میں کوئی مقابلہ ہے تاہم ان کا خیال ہے کہ آج دنیا میں دو طرح کے اختلاف پائے جا رہے ہیں، اول یہ کہ: غرب نصف کرۂ جنوب و صنعتی مشرق کے مابین ذریعہ و تدبیر کے لئے دوڑ و مقابلہ، دلیل کے طور پر یہ کہ تمام قسم کے تعاون کے باوجود وسیع تر تعاون صنعتی دنیا نصف کرۂ جنوب کو دیتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ ہر مہینہ سات بلین سے زیادہ امریکی ڈالر مالدار شمال کو جنوب سے منی آرڈر کے ذریعہ بھیجا جاتا ہے۔ دوم یہ کہ: آج مادیت و مذاہب مذکورہ بالا صورتحال سے دوچار ہیں۔ آخر میں آکسفورڈ اسکالر نے مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا کہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ گفت و شنید کریں اور اس طرح کے معاملات میں ان کی مدد کریں۔

انہوں نے مسلمانوں و ویٹیکن وفد کے درمیان ۱۹۹۴ء میں قاہرہ میں ہوئی پاپولیشن کانفرنس کو یاد کیا۔ جس نے خاندانی زندگی و مذہب کے تئیں جذبہ دشمنی سے دستبرداری میں مدد کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ گفت و شنید کا انعقاد ایسا ہو جس سے باہمی تعاون کی راہ ہموار ہو سکے اور مستقبل میں عام فوائد حاصل ہوں۔

☆☆..........☆..........☆☆

زندگی کے سارے سُکھ، صحت اور تن دُرستی سے ہیں
He (Allah) is the healer
Tunsukh
Aloe Vera based syrup
100% Herbal — 100% Natural
ایلوویرا اور منتخب نباتات کا صحت افزا مرکب
تن سُکھ سے تن دُرست
تن سُکھ جسم وجاں کو تقویت پہنچاتا ہے، نظامِ ہضم اور افعالِ جگر کی اصلاح کرتا ہے۔
ہمدرد
Adarts -HTS-12/97(R)

ختمِ نبوۃ

اٹھارویں ختم نبوت کانفرنس ٹنڈوآدم

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے پاک فوج سے قادیانیوں کو نکالا جائے

این جی اوز کو غیر اسلامی سرگرمیوں سے روکا جائے

تمام مسلمانوں کو فروعی اختلافات کو بھلا کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شانہ بشانہ چلنا چاہئے

ٹنڈو آدم میں ختم نبوت کانفرنس نے کفر کی دیواریں ہلادیں

اٹھارویں ختم نبوت کانفرنس سے مولانا عزیزالرحمٰن، مولانا اکرم طوفانی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا حقانی ودیگر کا خطاب

ٹنڈو آدم (ابو حذیفہ محمد طاہر مکی) ٹنڈو آدم میں تقریباً ۱۹۸۲ء سے ختم نبوت کے کام کا افتتاح ہوا۔ رفتہ رفتہ کام میں تیزی آتی گئی، لوگ شامل ہوتے رہے کارواں بنتا گیا۔ ٹنڈو آدم میں اس وقت کے مرکزی امیرؒ ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وقتاً فوقتاً حوصلہ افزائی کے لئے آتے رہے اور تقریباً ٹنڈو آدم میں سب سے پہلی کانفرنس تحفظ ختم نبوت ایکشن کمیٹی کے زیر اہتمام ۱۹۸۴ء میں چھتری چوک پر ہوئی، جس میں تمام مسالک کے علماً کرام تشریف لائے اور وہ اس دور میں اپنے وقت کی تمام بڑی کانفرنسوں میں سے ایک تھی، پھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ سندھ کے روح رواں اور ٹنڈو آدم میں اس کام کی بنیاد رکھنے والے فاتح گوہر شاہی حضرت علامہ احمد میاں حمادی مدظلہ نے کام کو تیزی سے آگے بڑھایا اور یکے بعد دیگرے قادیانیوں پر توہین رسالت کے مقدمات قائم کردیئے جس کی وجہ سے کم از کم قادیانیوں کی نیندیں اڑ گئیں اور وہ حضرت علامہ صاحب کے قتل کے درپے ہوئے، کئی دفعہ اللہ نے حفاظت فرمائی اور تاحال ہے پھر ہر سال ختم نبوت کانفرنس ہوتی ہیں جس سے عوام میں بیداری اور قادیانیت سے آگاہی آئی، اور اب الحمدللہ ڈھونڈنے پر بھی ایک قادیانی یا ان کا ایجنٹ شہر میں نہیں ملتا۔ علامہ حمادی صاحب کی مسلسل قادیانیت شکن تقاریر کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ کے فضل سے اس شہر میں شیعہ، سنی بریلوی، دیوبندی، اہلحدیث حتیٰ کہ تمام سیاسی تنظیموں کے رہنما بھی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے علامہ صاحب کے ساتھ ہیں اور ان کی ہر کال پر لبیک کہتے ہوئے صف آرا ہیں۔ ۱۹۸۸ء میں روزنامہ "جنگ" اور "ڈان" میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی پیشاب والی جگہ پتلون پر اسم پاک "محمد" لکھا گیا (نعوذباللہ) جامع مسجد ختم نبوت سے آواز اٹھی پورا شہر آگ بگولہ ہوگیا، تین دن ٹنڈو آدم کے محمدی چوک پر جنگ، ڈان کو جلایا گیا جلوسوں کے لاانتہائی پروگرام شروع ہوگئے۔ انتظامیہ ششدر رہ گئی۔ بالآخر انتظامیہ تمام دباؤ کے باوجود کہ مقدمہ نہ کیا جائے۔ مقدمہ درج ہوگیا جو تاحال کراچی میں چل رہا ہے، پھر بے نظیر بھٹو دور میں دو عیسائی گستاخ رسول سلامت مسیح، رحمت مسیح کو جب آزاد کیا گیا تو پورا شہر دن دہاڑے علامہ حمادی کی کال پر بند ہوگیا۔ تاریخ ساز ہڑتال رہی مجبوراً بی بی سی کو کہنا پڑا کہ ٹنڈو آدم و گردونواح میں پچاس سال میں ایسی ہڑتال نہیں ہوئی کہ ایک کوے کو بھی پانی پینے کے لئے بیرون شہر سفر کرنا پڑا، سائیکل سوار بھی دور دور تک دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ٹنڈو آدم کا محمدی چوک جو کبھی انسانی ہجوم سے نہیں بھرا مگر آج وہاں کھڑے ہونے کی جگہ نہیں، آدمیوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آرہا تھا، پھر دور حاضر میں دجال زمانہ گوہر شاہی پر مقدمے کے وقت ٹنڈو آدم کے شہریوں کا احتجاج دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ بالآخر انتظامیہ نے گھٹنے ٹیک دیئے، پھر اللہ کے فضل سے گوہر شاہی کو میرپور خاص عدالت سے سزائیں ہوئیں۔

ختم نبوت کے مسئلہ پر ٹنڈو آدم کے شہریوں کی دلچسپی اور لگن اپنی مثال آپ ہے، یہی وجہ ہے کہ امیر مرکزیہ دامت برکاتہم جب بھی سندھ دورے پر تشریف لاتے ہیں تو ضرور یہاں کے مجاہدین ختم نبوت کے دلجوئی کے لئے ٹنڈو آدم کو آنے کا شرف بخشتے ہیں۔ اور نائب امیر مرکزیہ حضرت لدھیانوی شہیدؒ ہر سال تشریف لاتے اور علامہ حمادی کے گھر ضرور قیام فرماتے، بلکہ ایک دفعہ راقم الحروف کو یاد ہے کہ ٹنڈو آدم کے کسی مدرسہ میں آئے خطاب کے بعد وہاں کے لوگوں نے اصرار کیا کہ ہمارے ہاں ٹھہر جائیں مگر حضرت شہیدؒ نے فرمایا کہ: "حمادی صاحب کے کام کی وجہ سے جو مجھے ان کے گھر زمین پر سونے میں سکون ملے گا وہ کسی اور کے گھر میں پلنگ پر بھی میسر نہ آئے گا" اس سال میں چناب نگر کانفرنس سے دو ہفتے قبل ٹنڈو آدم میں اٹھارہویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ماہ ۲۷ اکتوبر کو بروز جمعۃ المبارک صبح ۱۰ بجے سے رات گئے تک منعقد کرنے کا طے ہوا۔ علماً سے رابطے شروع کردیئے گئے جو کہ مولانا محمد راشد مدنی کے ذمہ تھے۔ چناب نگر کانفرنس سے واپسی پر ٹنڈو آدم میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی ناظم اعلیٰ حکیم حفیظ الرحمٰن، پریس سیکریٹری محمد اعظم قریشی، محمد رفیق ملک، محمد وسیم اور راقم الحروف سمیت کئی دیگر ساتھی کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے اندرون شہر جبکہ مولانا راشد مدنی اور مجاہد عبدالقدوس اور عابد حسین منصور بیرون شہر لوگوں سے مسلسل رابطے میں رہے اور خوب کوششیں کیں۔ اندرون شہر عالمی مجلس تحفظ ختم

ختم نبوۃ

نبوت یونٹ جوہر آباد، یونٹ قائد اعظم کالونی، یونٹ گلشن قریش، یونٹ الهیار گوٹھ اور مرکزی یونٹ کے کارکنوں کا اشتہار لگانے اور زبانی دعوت کا اہتمام ہوا، جوں جوں کانفرنس کے دن قریب ہو رہے تھے ہر کارکن کی آنکھ اپنے قائدین کی دید کی منتظر تھی مگر ہر کسی کی زبان پر حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے نام کے ساتھ اس کی حسرت بھری نگاہ میں خون کے آنسوں گھومتے دیکھے گئے۔ آخر کار وہ دن آہی گیا جس کا انتظار تھا صبح ہوتے ہی شبان ختم نبوت کے جیالے پہنچ گئے، بعد نماز فجر حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد اکرم طوفانی، مفتی حفیظ الرحمٰن رحمانی، علامہ حمادی صاحبان گمبٹ کانفرنس سے واپس ہوئے تو ساتھیوں کے حوصلہ بلند ہوگئے، کارکنوں نے مسجد کو جھنڈوں سے سجایا، جلسہ گاہ کی طرف آتے ہوئے راستوں پر سیکورٹی گارڈ تعینات کئے گئے۔ ۲۷/ اکتوبر کو صبح دس بجے کانفرنس کا باقاعدہ آغاز ہوگیا۔ فقیر راقم الحروف نے اسٹیج کو سنبھالا شبان ختم نبوت کے رہنما حافظ مولانا محمد زاہد حجازی نے افتتاحی تقریر اور تلاوت کی۔ تلاوت کے بعد حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے خطاب شروع فرمایا حضرت نے صراط مستقیم پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ صراط مستقیم حضور علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریقے کو کہتے ہیں۔ اللہ رب العزت کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی لائق نہیں کہ اس کی اطاعت کی جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا جو کوئی اس کے بعد کسی شخص کو نبی مانے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے واجب القتل ہے قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے اور اسی کو پکڑ کر رکھنے میں نجات ہے اور اس کو چھوڑ دینے میں گمراہی ہے، مزید مولانا نے کہا کہ ایک بادشاہ ہے اس کی حکومت میں کچھ پولیس والے ہیں، کچھ فوجی ہیں کچھ اور سرکاری اہلکار ہیں یہ سب چونکہ اس کے ماتحت ہیں، اسے پیارے ہوتے ہیں، مگر چند ایک سپاہی جو خاص اس کی حفاظت پر معمور ہوتے ہیں وہ اس بادشاہ کو سب اہلکاروں سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں، اسی طرح دین کے تمام کام کرنے والی تنظیمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیاری ہیں مگر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت والے میرے آقا صلعم کو سب سے زیادہ عزیز ہیں۔ اس لئے کہ یہ خاص انہیں کے باڈی گارڈ ہیں، انہیں کے تحفظ کے لئے یہ لوگ بھاگ دوڑ کرتے ہیں، اللہ ان کی حفاظت کرے۔ (آمین)

حضرت ناظم اعلیٰ صاحب نے خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرمایا اور نماز جمعہ بھی پڑھائی نماز کے بعد دوسری نشست کا آغاز حافظ محمد شاہد مدرس ندوۃ العلوم ختم نبوت کی تلاوت سے ہوا اس کے بعد ڈگری کے ساتھی حافظ محمد طاہر ڈگری نے نعتیں پیش کیں۔ ان کے بعد سندھ کے مایہ ناز، شیریں بیاں خطیب مولانا عبدالرزاق میکھو نے خطاب کرتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت کو بہترین انداز میں بیان کیا، ان کے خطاب کے بعد نماز عصر کا وقفہ ہوا بعد نماز عصر حضرت مولانا صاحبزادہ محمد سعید لدھیانوی اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی صاحب کا خطاب ہوا۔ مولانا تونسوی صاحب نے کہا کہ ختم نبوت ایمان کی جڑ ہے بغیر جڑ کے درخت نہیں ہو تا بغیر ختم نبوت عقیدے کے آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حصے میں یہ دولت اللہ کا محض احسان ہے کہ یہ تنظیم پورے خطہ ارض میں اسلامی جڑ کی حفاظت کر رہے ہیں اور حضرت لدھیانوی شہیدؒ جیسا اکابر خون دے کر اس جڑ کی آبیاری کرتے ہیں، مولانا کے بیان کے بعد نماز مغرب کا وقفہ ہوا بعد نماز مغرب کھانے کا پروگرام ہوا عشاء کے بعد تیسری نشست کا آغاز ہوا۔ راقم الحروف نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی اور عالمی مجلس کی اندرون و بیرون ملک سرگرمیوں سے حاضرین کو آگاہ کیا اس کے بعد شبان ختم نبوت پنو عاقل کے رہنما قاری بہاؤالدین پہلنوی نے تلاوت کر کے لوگوں کو تڑپا دیا تلاوت کے بعد نعت پیش کی گئی، اس کے بعد مولانا عبدالغفور بروہی نے خطاب کیا، قاری عطاء الرحمٰن ٹنڈو آدم والے نے بھی خطاب کیا ان کے بعد سندھ کے مایہ ناز نعت خواں جناب نعمت اللہ سولنگی نے حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے عنوان سے نظم پڑھی تو لوگوں پر سکتہ غم و غصہ طاری ہو گیا۔ قاتلوں پر بے شمار لعنت کے نعرے پوری نظم کے دوران لگتے رہے، اس کے بعد ٹنڈو آدم کے ساتھیوں کے بے حد اصرار پر حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کا بیان ہوا۔ حضرت جالندھری نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت اسلام کو ہر قسم کے خطرات لاحق ہیں خصوصاً اس گروہ سے جو نام کے تو مسلمان ہیں مگر بھرپور انداز میں قادیانیوں کی حمایت کر رہے ہیں وہ خود سوچیں کہ رسول اللہ کو روز محشر کیا منہ دکھائیں گے، این جی اوز فلاح و بہبود کے نام پر جس قدر قادیانیت کی حفاظت اور اسلام کی جڑیں اکھیڑنے میں لگی ہوئی ہے اس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ یہ تنظیم اٹھی ہی مسلمانوں کو بے غیرت بنانے کے لئے لیکن ٹولی این جی اوز والے سن لیں کہ ہم قادیانیت سے پہلے ان کے حامیوں کا منہ کالا کرنا بھی جانتے ہیں۔ حضرت نے کہا کہ اس وقت قادیانی فتنہ خوب تیزی سے بڑھ رہا ہے، حتیٰ کہ ہمارے ملک کی پاک فوج پر بھی ان کا قبضہ ہے، اہم اہم پوسٹوں پر یہ لوگ قابض ہیں کم از کم پرویز صاحب کو ان سے چشم پوشی نہیں کرنی چاہئے، فوج کا کام دفاع ہے اور ملکی دفاع دینی دفاع بغیر جہاد کے ناممکن ہے اور قادیانیوں کے نزدیک جہاد حرام ہے تو اگر خدانخواستہ دشمن سے پاکستان کی جنگ چھیڑ جائے تو جتنے قادیانی فوج کے اہم پوسٹوں پر قابض ہیں وہ اپنے ماتحتوں کو دشمن کے سامنے ہتھیار ڈالنے کا کہہ دیں گے وہ کیسے حرام کام کریں گے جو ان کے مذہب میں حرام ہے ہم نے بارہا اس قسم کے خطرات سے حکومت کو آگاہ کیا ہے مگر انہوں نے اب تک کوئی توجہ نہیں دی پتہ ان کو تب چلے گا، جب فوج میں بغاوت پھیل جائے گی اور مسلم جنرلوں کو قتل کر دیا جائے گا، یہ سارا کام اس کی قادیانیوں نے پلاننگ بنا رکھی ہے۔ اس لئے پرویز

ختم نبوۃ

صاحب قادیانیت سے متعلق مؤثر اقدام کریں کیبل سسٹم سے متعلق حضرت نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ کیبل سسٹم کا لائسنس حکومت نے عام کر کے گھر گھر کو بے حیائی کا مرکز بنادیا ہے کبھی مسلم گھرانوں سے قرآن وحدیث کی صدائیں بلند ہوتی تھیں مگر اب ہر بچے کے ذہن میں یہ ہے کہ صبح کونسی فلم دیکھنی ہے، حکومت یعنی ایک قسم سے کیبل کے ذریعے ملک کو ترکی اسٹیٹ بنانا چاہتے ہیں یہ ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا۔ سندھ کے گستاخ رسول ریاض احمد گوہر شاہی کے حوالے سے حضرت نے کہا کہ یہ اس دور حاضر کا اسلام کے لبادے میں سب سے بڑا فتنہ تھا مگر ہماری جماعت کی کوششوں سے الحمدللہ اسے بھی ملک سے فرار ہونا پڑا۔ اب اس کے چیلے الٹی الٹی بکواسات کر کے مسلمانوں کے ذہن منتشر کر رہے ہیں، حکومت کے علم میں ہے کہ یہ شخص خصوصی عدالت کے ذریعے سزا یافتہ ہے کیونکہ حکومت اس کے اخبار صدائے سرفروش و دیگر کتب پر پابندی لگاچکی ہے کیونکہ اس کی تنظیم کو غیر قانونی قرار دیتی ہے اور حضرت لدھیانوی کی شہادت سے متعلق انہوں نے کہا کہ ہم حکومتی کارروائی اور اس کے رویہ سے بالکل مطمئن نہیں۔ حضرت شہید ختم نبوت کے قاتل حکومت کو معلوم ہیں کہ کون کون ہیں جان بوجھ کر چشم پوشی کی جارہی ہے، ان کا قتل عام قتل نہیں ہے کہ جو ہضم کر دیا جائے، ہم اسے ہضم نہیں ہونے دیں گے۔ پرویز صاحب! کو علم ہے کہ ۱۹۸۴ء میں ہمارے مولانا اسلم قریشی کا اغوا ہوا جس کے نتیجے میں ایک تحریک چلی، جسے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یہ بل پاس ہوا۔ جنرل ضیا مرحوم نے خود یہ قانون بنایا اور اب جو تحریک ہوگی وہ قادیانیوں کے قتل عام کی تحریک ہوگی۔ مولانا شہید ختم نبوت کے خون کو رائیگاں نہ جانے دیا جائے گا ان کے خون سے انقلاب آئے گا، اگر حکومت ملک میں امن وامان برقرار رکھنا چاہتی ہے تو ہمارے جذبات کا احترام کرے اور مولانا کے قاتل فوراً گرفتار کرے۔

حضرت جالندھری صاحب کے تفصیلی خطاب کے بعد خطیب پاکستان قاری کامران احمد نے خطاب کیا۔ اس کے بعد پھر ایک دفعہ حاضرین کے اصرار پر نعمت اللہ سونگی نے حضرت لدھیانویؒ پر ایک اور نظم پڑھی جس کے بعد "حضرت لدھیانویؒ زندہ باد، لدھیانویؒ زندہ ہے، ہم بیٹے کس کے؟ لدھیانویؒ کے، یہ لشکر کس کا؟ لدھیانویؒ کا، لدھیانویؒ کے قاتلوں پر لعنت، خون کا بدلہ خون ہے جو دینا اک دن ضرور ہے، ظالمو! جواب دو، خون کا حساب دو۔" کے فلک شگاف نعروں سے مسجد گونج اٹھی، اس نظم کے بعد محمد یوسف خذو آدم نے ترانہ ختم نبوت پیش کیا۔ اس کے بعد مجاہد اسلام مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب کا خطاب شروع ہوا، مولانا صاحب نے کہا کہ اس وقت جبکہ ہر طرف بے دینی، ضلالت، گمراہی کا دور چل رہا ہے ہر قسم کے فتنے اٹھ رہے ہیں لیکن ہماری تنظیم فتنہ قادیانیت کی روک تھام میں لگی ہوئی ہے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹھیک سنت صدیقیؓ پر عمل پیرا ہے، جیسے صدیق اکبرؓ نے تمام فتنوں کو نظرانداز کرتے ہوئی منکرین ختم نبوت کے خلاف صدا بلند کرتے رہے۔ بالآخر اسے ختم کر کے دم لیا اور یہ بات اس مسئلہ کی اہمیت کے لئے کافی نہیں کہ تمام اسلامی جنگوں میں مسلمان شہیدوں کی تعداد دو سو سے تین سو کے درمیان ہے جبکہ مسیلمہ کذاب کے خلاف صدیق اکبرؓ نے جو جنگ کی ہے، اس میں شہدا کی تعداد ۱۲ سو ہے جس میں ۲۰ بدری صحابی تھے جن کے لئے اللہ نے قرآن میں کہا کہ: "تمہارے بدر میں شرکت کی وجہ سے اللہ تم سے اتنا راضی ہے کہ اب تم جو چاہو کرو نیکی کرو نہ کرو تم بخشے گئے ہو۔" مگر ختم نبوت کے مسئلہ کی حفاظت کے لئے وہ بھی میدان میں اتر آئے مولانا نے کہا کہ اس دور کا سب سے بڑا خطرناک فتنہ قادیانی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج کل یہ تاثر دیا جارہا ہے، پورے ملک میں ان قادیانیوں سے بھی بڑا ایک فتنہ ہے ۱۲ دفعہ ۱۴ دفعہ زیادہ کافر ہے یہ درحقیقت یہودی اور قادیانی سازش ہے کہ قادیانیت کے کفر کو ہلکا بنا کر انہیں تحفظ دیا جائے اور لوگ یہ تاثر دے رہے ہیں کہ وہ یہودیوں قادیانیوں کے ایجنٹ ہیں اور خدا کی قسم جس قدر مرزا غلام احمد قادیانی نے اور اس کے ماننے والوں نے میرے نبی ﷺ کی توہین کی ہے تاریخ دنیا میں اتنی توہین کسی کفر نے نہیں کی۔ پوری دنیائے کفر کو اور اس کی توہین جو میرے پیغمبر ﷺ کے بارے میں کی گئی ہے کو جمع کر دو اسے ایک طرف رکھو تو مرزا قادیانی کی طرف سے کی گئی توہین رسالت کو ایک طرف رکھ دو یہ نمبر لے جائے گا، اس کا کفر، اس کی گستاخیاں نمبر لے جائیں گی۔ اگر محمد عربی کا واسطہ اسلام سے ہٹاؤ تو بچتا کیا ہے؟ آج جو ہم صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کے ناموس کے لئے جدوجہد کرتے ہیں وہ کیوں؟ اس لئے کہ یہ لوگ میرے آقا ﷺ کی غلامی میں آگئے۔ ان کا تذکرہ میرے آقا ﷺ کی ذات کی وجہ سے ہوتا ہے اگر ناموس رسالت محفوظ نہیں تو ناموس صحابہؓ محفوظ نہیں ہوگی اور اس لئے ان لوگوں کو چاہئے جو لوگ صرف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم کو منتشر کرنے کے درپے ہیں کل قیامت میں وہ میرے پیغمبر ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے؟ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ آپس کے اختلافات بھلا کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ساتھ دیں ورنہ نجات بروز محشر مشکل ہے مولانا طوفانی کی تقریر کے بعد خطیب پاکستان مولانا عبدالغفور حقانی نے ختم نبوت پر تفصیلی خطاب کیا، مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیت کی سنگینی سے عوام کو آگاہ کیا، اس کانفرنس سے علامہ احمد میاں حمادی، مفتی حفیظ الرحمٰن رحمانی، مولانا محمد راشد مدنی، مولانا محمد نذر عثمانی، مولانا محمد علی صدیقی اور دیگر مقررین نے بھی خطاب کئے آخر میں حقانی صاحب کی ہی دعا پر رات کو ۲ بجے کانفرنس اختتام کو پہنچی۔

○○

ختمِ نبوۃ

اخبارِ ختمِ نبوت

دینی مدارس کے خلاف امریکی عزائم کھل کر سامنے آگئے ہیں

ماڈرن مدارس کا تصور دینی مدارس کے خلاف گہری سازش ہے

مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا عزیز الرحمٰن، مفتی محمد جمیل خان

مدرسہ ربانیہ اور ادارہ علوم اسلامیہ میں خطاب

اسلام آباد (پ ر) جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے شیخ الحدیث مولانا مفتی نظام الدین شامزئی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رکن مجلس عاملہ مفتی محمد جمیل خان، مولانا عزیز الرحمٰن، مولانا محمد شریف ہزاروی، مفتی ابرار احمد، مولانا عبدالرؤف نے مدرسہ ربانیہ اور ادارہ علوم اسلامیہ اسلام آباد میں تقریب ختم قرآن اور تقریب بخاری سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دینی مدارس کے خلاف امریکی عزائم کھل کر سامنے آگئے ہیں اور معین قریشی نے دینی مدارس پر پابندی اور قادیانیت سے متعلق ترامیم کو ختم کرنے اور ایٹمی طاقت تک رسائی کی شرائط پیش کرکے علما کرام کے خدشات کو درست ثابت کردیا اور پاکستان کے ایٹمی طاقت کو ختم کرنے کا آغاز کردیا ہے۔ معین قریشی کے بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت کو امریکہ کے اس ایجنڈے کو پورا کرنے کے لئے لایا گیا ہے لیکن علما کرام واضح کردینا چاہتے ہیں کہ دینی مدارس اور قادیانیت سے متعلق ترامیم کے سلسلے میں کسی قسم کی مداخلت کو دین میں مداخلت تصور کیا جائے گا اور ایسے لوگوں کے خلاف جہاد کیا جائے گا۔ پاکستان اسلام کے لئے قائم ہوا تھا اس کی حفاظت علما کرام اپنی جان سے زیادہ کریں گے۔ ایٹمی قوت کے سلسلہ میں حکومت نے کوئی غلط معاہدہ کیا تو اس کے خلاف تحریک چلائی جائے گی۔ ان علما کرام نے کہا کہ معین قریشی کو فوری طور پر پاکستان بدر کیا جائے۔ اسلام اور پاکستان کے خلاف بات کرنے کی پاداش میں غداری کا مقدمہ چلایا جائے۔

انتخاب عہدہ داران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

سلانوالی (سرگودھا)

امیر:۔ پیرجی محمد افضل الحسینی

ناظم:۔ قاری خوشی محمد

ناظم تبلیغ:۔ حافظ مولانا سعداللہ صاحب

ناظم نشرواشاعت:۔ قاری محمد اکرم مدنی صاحب

خازن:۔ حافظ عبدالستار صاحب

اسماء گرامی مرکزی نمائندہ مجلس عمومی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

(۱) پیرجی محمد افضل الحسینی صاحب

(۲) قاری خوشی محمد صاحب

(۳) الیاس احمد مدنی قریشی

مذہبی دہشت گردی اور تخریب کاری کے پس پردہ قادیانیوں کا ہاتھ کارفرما ہے۔ صاحبزادہ طارق محمود

قادیانی فتنہ عنقریب اپنے منطقی انجام کو پہنچنے والا ہے۔ مولانا اللہ وسایا

اٹک (نمائندہ خصوصی) مرکزی جامع مسجد میں گزشتہ شب ایک روزہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں مقررین علماء نے اتحاد امت پر زور دیا ہے۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مجلس علمائے اہل سنت کے مرکزی ناظم مولانا عبدالغفور حقانی نے کہا قادیانی غیر مسلم ہیں۔ اور غیر مسلم اقلیت رہیں گے۔ انہوں نے کہا یہ پوری امت کا متفقہ فیصلہ ہے۔ انہوں نے کہا ملک میں ہونے والی دہشت گردی 'تخریب کے پس پردہ قادیانیوں کا ہاتھ کارفرما ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے معروف رہنما مولانا اللہ وسایا نے کہا قادیانیت اب منہ چھپائی پھر رہی ہے، ہر فتنہ کا منطقی انجام ہوا ہے۔ وقت آنے والا ہے کہ قادیانی فتنہ بھی خائف و خاسر ہو کر رہے گا۔ ماہنامہ لولاک کے ایڈیٹر صاحبزادہ طارق محمود نے کہا مذہبی دہشت گردی 'فرقہ واریت اور باہمی انتشار امریکی نیو ورلڈ کا حصہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کو

باقی صفحہ [illegible]

اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے

آسمانوں کی زینت ستارے، خواتین کی زینت زیورات

ستارا جیولرز

Phone: 745080

ایڈریس: صراف بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲

بقیہ: آپ کے مسائل

کا تصور کسی ایسے مسلمان سے بھی نہیں کیا جاسکتا جو صرف اپنے نام کا مسلمان ہو اور اس نے آج تک کوئی عمل بھی مسلمانوں جیسا نہ کیا ہو لیکن پھر بھی اس کے دل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چہرۂ مبارک سے اتنی شدید گہری محبت ہوتی ہے کہ جس کا تصور بھی شاید نہیں کرسکتے، ایک مسلمان اپنے دل میں انبیاً علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت کا تصور تو ذہن میں لا ہی نہیں سکتا، تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ ناموس رسالتؐ پر جان دینے والے، صحابہ کرامؓ کی محبت میں اپنا سر تک کٹا دینے والے عامی مسلمان تھے۔

آخر میں، میں صاحب مضمون سے درخواست کروں گا کہ خدارا آخرت کی جوابدہی کو پیش نظر رکھیں اور عام مسلمانوں پر ان باتوں کا الزام نہ لگائیں جس کا تصور بھی وہ نہیں کرسکتے ہمارے معاشرے میں جو میں کہوں گا کہ نوے فیصد غیر اسلامی معاشرہ ہے۔ بے انتہا سنتوں کو چھوڑ دیا گیا ہے لیکن ان سنتوں پر عمل نہ کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ معاذاللہ عام مسلمان یہ گناہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نفرت یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نفرت کی بنیاد پر کررہا ہے بلکہ یہ گناہ وہ یقیناً گناہ کا احساس رکھتے ہوئے، معاشرے کی خرابی کی بنا پر کررہا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ گناہ اس سے غیر شعوری طور پر سرزد ہورہا ہے۔ جب دوسرے گناہوں میں ملوث ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت کررہا ہے تو داڑھی نہ رکھنے کا یہ مطلب کہاں سے ہے کہ اسے معاذاللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت ہے۔ خدا کے واسطے ایسی تحریروں سے اجتناب کریں، جس میں الزام تراشی کے سوا کچھ نہ ہو، ایسے الفاظ کے استعمال سے پرہیز کریں، جس سے لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کا مطلب نکالیں۔ ایسی ہی تحریروں سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور الزام تراشی کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔

ج: ...... آپ کا یہ کہنا صحیح ہے کہ گناہگار سے گناہگار مسلمان بھی اللہ تعالیٰ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتا ہے، لیکن محبت دل میں چھپی ہوئی چیز ہے، اور اس کا اظہار آدمی کی حرکات سے ہوتا ہے، جن لوگوں کو معلوم ہے کہ داڑھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بڑھانے کا حکم فرمایا ہے اور اس کے تراشنے پر یہاں تک غیظ و غضب کا اظہار فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کو اپنی مجلس سے اٹھ جانے کا حکم فرمایا اور یہ کہ میں تم سے بات نہیں کروں گا۔ (تاریخ ابن کثیر ص ۲۶۹ ج ۴)

اس بنا پر تمام فقہا امت نے داڑھی منڈوانے کو حرام اور گناہ کبیرہ قرار دیا ہے، جو مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تاکیدی حکم کے خلاف نصاریٰ اور مجوسیوں کی مشابہت کرتا ہے، اس کے بارے میں کیا رائے قائم کی جائے؟ داڑھی منڈوانا عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے اور عورتوں کی مشابہت کرنے والوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے کیا کوئی مسلمان جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہو وہ اس ملعون کام کو کرے گا؟ یہ تو آپ نے صحیح فرمایا کہ بعض مسلمان غیر شعوری طور پر معاشرہ کی خرابی کی وجہ سے اس گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں، لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں جو داڑھی سے نفرت کرتے ہیں، اس کا مذاق اڑاتے ہیں، اور یہ کہتے ہیں کہ داڑھی منڈواؤ، ورنہ لڑکی کا رشتہ نہیں دیں گے اور بہت سے والدین اپنے نوجوان لڑکوں کو اس گناہ پر مجبور کرتے ہیں۔ کیا ان کے بارے میں یہی کہا جائے کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے؟ میں ان کے دل میں چھپی ہوئی محبت کا انکار نہیں کرتا، لیکن ان کا طرز عمل محبت کی نفی کرتا ہے، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ضد اور عناد کا مظاہرہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت نصیب فرمائے۔

کیا داڑھی نہ رکھنے اور کٹوانے والوں کی عبادت قبول ہوگی؟

س: ...... جو لوگ داڑھی نہیں رکھتے یا خلاف سنت داڑھی رکھتے ہیں کیا ان کے اعمال قبول ہوں گے یا نہیں؟

ج: ...... یہ تو قبول کرنے والا ہی جانتا ہے لیکن جو شخص عین عبادت میں بھی خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی علامت منہ پر لئے ہوئے ہو، اسے نہ اس پر ندامت ہو، نہ وہ اس سے توبہ کرے اس کی عبادت قبول ہونی چاہئے یا نہیں اس کا فتویٰ اپنی عقل خداداد سے پوچھئے۔ مثلاً جو شخص حج کے دوران بھی اس گناہ سے توبہ نہ کرے اور نہ حج کے بعد اس سے باز آئے کیا خیال ہے کہ اس کا حج، حج مبرور ہوگا؟ جبکہ حج مبرور نام ہی اس حج کا ہے، جو خدا تعالیٰ کی نافرمانیوں سے پاک ہو۔

اگر "ایام" میں کوئی روزہ کا پوچھے تو کس طرح ٹالیں:

س...... خاص ایام میں جب میری بہنیں اور میں روزہ نہیں رکھتے تو والد، بھائی یا کوئی اور پوچھے تو ہم کہہ دیتے ہیں کہ روزہ ہے، ہم باقاعدہ سب کے ساتھ سحری کرتے ہیں، دن میں اگر کچھ کھانا پینا ہوا تو چھپ کر کھاتے ہیں یا کبھی نہیں بھی کھاتے۔ تو کیا ہمیں اس طرح کرنے سے جھوٹ بولنے کا گناہ ملے گا؟ جبکہ ہم ایسا صرف شرم و حیا کی وجہ سے کرتے ہیں؟

ج...... ایسی باتوں میں شرم و حیا تو اچھی بات ہے مگر جائے یہ کہنے کے کہ ہمارا روزہ ہے کوئی ایسا فقرہ کہا جائے جو جھوٹ نہ ہو مثلاً یہ کہہ دیا جائے کہ ہم نے بھی تو سب کے ساتھ سحری کی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول کیلئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

کے درج ذیل منصوبوں میں تعاون فرمائیں

اندرون ملک و بیرون ملک تبلیغی مشن اور مراکز کا قیام

پوری دنیا میں معلمین کی تبلیغی سرگرمیاں اور قادیانیت کے سدباب کیلئے کوششیں

اندرون ملک اور بیرون ملک مدارس اور مکاتیب قرآن کا مربوط نظام،

اعلیٰ عدالتوں میں قادیانیت اور ردقادیانیت کے موضوعات پر مقدمات میں مسلمانوں کی پیروی

اندرون ملک و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں اور سیمیناروں کا اہتمام

ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعے تبلیغی سرگرمیاں،

چناب نگر ربوہ میں مساجد اور دارالمبلغین کا قیام

انٹرنیٹ کے ذریعے قادیانیت کے پروپیگنڈوں کا جواب،

ردقادیانیت، نزول مسیح اور دیگر اہم موضوعات پر سینکڑوں کتابوں کی تصانیف و تقسیم،

ان تمام منصوبوں اور عقیدہ کے تحفظ اور قادیانیت کی ارتدادی سرگرمیوں سے مسلمانوں کو بچانے کیلئے عطیات، زکوٰۃ، صدقات فطرہ کی رقوم سے بھرپور تعاون فرمائیں

شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

حضرت مولانا سید نفیس شاہ الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کے پتے

مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر: 514122
اکاؤنٹ نمبر 3464- UBL حرم گیٹ برانچ ملتان، پنجاب بینک 310 - 7734NBL حسین آگاہی ملتان

دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی فون 7780337-7780340
اکاؤنٹ نمبر 9-487 NBL نمائش برانچ - 927 ABL بنوری ٹاؤن برانچ، کراچی

ختم نبوت سینٹر 35-STOCKWELL GREEEN LONDON.SW9. 9HZ. U.K. PHONE: 0171-737-8199.